R.N.I.No.APURD/2013/54302

ہفتہ روزہ

حیدرآباد

فلک نما نیوز

FALAKNUMA NEWS

Urdu Weekly
Hyderabad

Editor In Chief: MOHD ATHER RAHEEM

TUESDAY 14 JULY 2026 VOLUME:14 ISSUE :26 Rs.2.00 PAGES 4

منگل ۱۴؍جولائی ۲۰۲۶ء ۲۹محرم الحرام ۱۴۴۸ ھ جلد (۱۴) شمارہ(۲۶) قیمت ایک روپیہ

حکومت کوعوام سے قریب کرنے چیف منسٹراوروزراء کے دورہ اضلاع کا منصوبہ

ارکان اسمبلی بھی ہرماہ 3 دن دیہاتوں میں رہیں گے، گجویل سے ریونت ریڈی کے پروگرام کا آغاز ہوگا

حیدرآباد۔ تلنگانہ میں کانگریس پارٹی اور حکومت کے موقف کو مستحکم کرنے کے لئے چیف منسٹر ریونت ریڈی نے وزراء اور عوامی نمائندوں کو اضلاع کے دورہ کی ہدایت دی ہے۔ چیف منسٹر نے وزراء، ارکان پارلیمنٹ اور ارکان اسمبلی کو پابند کیا کہ ایک ماہ میں کم از کم 3 دن دیہی علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے عوامی مسائل کا جائزہ لیں۔ اضلاع کے دوروں پر جاریہ ماہ سے عمل آوری کا فیصلہ کیا گیا۔ چیف منسٹر خود بھی مختلف اضلاع کا دورہ کرتے ہوئے ترقیاتی کاموں کا آغاز کریں گے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق سرکاری اسکیمات خاص طور پر فلاحی اسکیمات پر عمل آوری میں تاخیر کی شکایتوں اور حکومت کی عوام سے دوری جیسے امور کا جائزہ لینے کے بعد چیف منسٹر وزراء اور عوامی نمائندوں سے کہا کہ وہ 10 دن میں ایک مرتبہ اضلاع کا دورہ کریں اور خاص طور پر دور دراز کے دیہی علاقوں تک پہنچ کر عوام کے درمیان وقت گذاریں۔ زیادہ تر عوامی نمائندے حیدرآباد تک محدود ہوچکے ہیں۔ چیف منسٹر کی جانب سے وزراء اور عوامی نمائندوں کی کارکردگی اور ان کی مقبولیت کے بارے میں سروے کا اہتمام کیا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ عوام میں بڑھتی ناراضگی کو دیکھتے ہوئے چیف منسٹر نے وزراء اور عوامی نمائندوں کو دورہ اضلاع کی ہدایت دی ہے۔ مختلف اضلاع میں پارٹی قائدین کے داخلی اختلافات بھی حکومت کی کارکردگی پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق چیف منسٹر نے 32 اضلاع میں ان کے دورہ کا شیڈول طے کرنے کی عہدیداروں کو ہدایت دی ہے۔ چیف منسٹر کے دوروں کا سدی پیٹ ضلع کے گجویل اسمبلی حلقہ سے آغاز ہوگا جس کی نمائندگی سابق چیف منسٹر کے سی آر کرتے ہیں۔ عوام کو حکومت سے قریب کرنے اور کانگریس پارٹی پر دوبارہ اعتماد کی بحالی کے تحت ریونت ریڈی نے وزراء اور عوامی نمائندوں کے دورہ؟ اضلاع کی حکمت عملی تیار کی ہے۔

حیدرآباد کے لاکھوں رائے دہندگان کوایس آئی آر کی بے ضابطگیوں پر نوٹس مل سکتے ہیں۔

حیدرآباد: حیدرآباد میں لاکھوں رائے دہندگان کو انتخابی فہرستوں کے جاری اسپیشل انٹینسیو ریویژن (ایس آئی آر) کے دوران نوٹس موصول ہوسکتے ہیں کیونکہ عہدیداروں کو توقع ہے کہ شہری علاقوں میں بڑی تعداد میں بے ضابطگیوں کا پتہ چل جائے گا۔ دی ہندو میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں چیف الیکٹورل آفیسر (سی ای او) سی سدرشن ریڈی کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ تلنگانہ نے پہلے سے ایس آئی آر میپنگ مشق کے دوران تقریباً 88 لاکھ بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی ہے۔ توقع ہے کہ گنتی کا عمل مکمل ہونے کے بعد یہ تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر جائے گی۔ حیدرآباد میں ایس آئی آر کی بے ضابطگیوں پر زیادہ تعداد میں نوٹس کیوں دیکھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ سی ای او نے کہا کہ ان میں سے زیادہ تر تضادات شہری جیبوں میں ہیں، توقع ہے کہ حیدرآباد میں بے ضابطگیوں کی ایک بڑی تعداد دیکھنے کو ملے گی۔ جن بے ضابطگیوں کی جانچ کی جارہی ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں: نام سے مماثلت نہیں ہے۔ پندرہ سال سے کم یا 50 سال سے زیادہ کے والدین کے ساتھ عمر کا فرق چالیس سال سے کم کے ماموں/ دادا دادی کے ساتھ عمر کا فرق سال 2002 کی ایس آئی آر لسٹ میں چھ سے زیادہ ووٹرز کا نقشہ ایک واحد ووٹر کے ساتھ بنایا گیا تھا۔ بہن بھائیوں کے درمیان عمر کا فرق 2002 میں نو ماہ سے کم کی ایس آئی آر فہرست میں ووٹر کے ساتھ نقش کیا گیا بے ضابطگیوں کی صورت میں درکار دستاویزات اوڈیشہ، جہاں ایس آئی آر چل رہا ہے، نے بے ضابطگیوں کو دور کرنے کے لیے ''پنچنامہ'' کا راستہ اختیار کیا۔ اس عمل میں، متنازع اندراجات کی توثیق کے لیے علاقے کے رہائشیوں کے دستخط استعمال کیے جاتے ہیں۔ اتر پردیش اور دیگر ریاستوں نے اپنے فیز 2 ایس آئی آر کے دوران اس کے بجائے دستاویزات کا راستہ اختیار کیا۔ وہاں کے ووٹروں سے کہا گیا کہ وہ 2002 کے ایس آئی آر ریکارڈ میں درج ووٹر کے ساتھ کسی بھی دستاویز کے ذریعے اپنا تعلق قائم کریں، ضروری نہیں کہ وہ الیکشن کمیشن آف انڈیا کے ذریعہ تجویز کردہ ہوں۔ دستاویزات کے طریقہ کار کے تحت، والدین کے ساتھ میپ کیے گئے ووٹرز کو کوئی بھی دستاویز جمع کرانے کی ضرورت تھی جس میں ان کا نام اور ان کے والد یا والدہ دونوں کا نام ہو۔ نانا نانی کے ساتھ نقشہ سازی کرنے والوں کو ایک دستاویز پیش کرنی پڑتی ہے جس میں ان کی والدہ کے ساتھ ساتھ ان کا اپنا نام بھی ظاہر ہوتا ہے، ساتھ ہی ساتھ ان کی والدہ کی دستاویز اس کے والدین سے اس کا ربط قائم کرتی ہے۔ اسی طرح، دادا دادی کے ساتھ نقشہ بنائے گئے انتخاب کنندگان سے کہا گیا کہ وہ ایک دستاویز فراہم کریں جو انہیں اپنے والد سے منسلک کرے، اس کے ساتھ والد کی دستاویز کے ساتھ ان کا اپنا والدین سے تعلق قائم کرے۔ تلنگانہ کے معاملے میں، ایس آئی آر کی بے ضابطگیوں کو دور کرنے کے لیے صحیح طریقہ کار کو اپنایا جائے گا، اس کا ابھی تک باضابطہ اعلان نہیں کیا گیا ہے۔ نقشہ سازی کا کوئی نوٹس نہیں۔ رپورٹ میں سی ای او کا یہ بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ ہر ووٹر کو ایک ذاتی گنتی فارم دیا گیا ہے جس میں پہلے سے بھری ہوئی تفصیلات جیسے نام، پتہ، تصویر، اور بوتھ لیول آفیسر (بی ایل او) کے رابطے کی تفصیلات شامل ہیں۔ سال 2002 کے ووٹر لسٹ میں شامل ہونے والے ووٹرز کو اپنے 2002 کے ووٹر کی تفصیلات فراہم کرنا ہوں گی۔ جو لوگ 2002 میں ووٹر نہیں تھے انہیں اپنے والدین کی تفصیلات فراہم کرنے کی ضرورت ہے جنہوں نے اس وقت اندراج کیا تھا۔ اگر کوئی ووٹر 2002 کی تفصیلات نہیں جانتا ہے، تو وہ ان حصوں کو خالی چھوڑ سکتا ہے، موجودہ معلومات کو پُر کرسکتا ہے، فارم پر دستخط کرسکتا ہے، اور اسے جمع کراسکتا ہے۔ ان کا نام اب بھی انتخابی فہرست کے مسودے میں ظاہر ہوگا، لیکن انہیں ایک نوٹس موصول ہوسکتا ہے جس میں ان سے شناختی دستاویزات جمع کرنے کو کہا جائے گا۔ ای آر او کارروائی کرنے سے پہلے نوٹس جاری کرے۔ ایس آئی آر کے عمل پر خدشات کو دور کرتے ہوئے، سی ای او نے واضح کیا کہ ای آر او نوٹس جاری کیے بغیر ووٹر کا نام نہیں ہٹا سکتا۔ دستاویزات پر سوالات کا جواب دیتے ہوئے، سی ای او نے کہا کہ جن ووٹروں کے پاس ایس آئی آر کے عمل کے تحت کوئی بھی تجویز کردہ دستاویزات نہیں ہیں وہ نوٹس کے مرحلے کے دوران بھی اپنی اہلیت قائم کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسے لوگ جن میں بزرگ شہری بھی شامل ہیں جن کے پاس پیدائشی سرٹیفکیٹ یا اسکول کا ریکارڈ نہیں ہے، وہ آدھار کے علاوہ اپنے پاس دستیاب کوئی اور شناختی دستاویز پیش کریں۔ اس سوال پر کہ آیا راشن کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس، اور مستقل رہائشی سرٹیفکیٹ کو درست دستاویزات کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے، سی ای او نے کہا کہ نوٹس کی مدت کے دوران متعلقہ الیکٹورل رجسٹریشن آفیسر (ای آر او) کی طرف سے فیصلہ لیا جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ، غیر معمولی معاملات میں، نیم عدالتی اتھارٹی کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے جمع کرائے گئے دستاویزات کا بھی جائزہ لے سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر ای آر او ایک نیم عدالتی اتھارٹی کے طور پر کام کرتا ہے اور ہر کیس کا بغور جائزہ لے گا۔ کوشش ہوگی کہ انتخابی فہرست میں اہل ووٹرز کو برقرار رکھا جائے جب تک کہ کوئی سنگین تضاد نہ ہو جسے حل نہیں کیا جاسکتا۔

تعلیمی اسناد کی اجرائی میں طلبہ کو ہراساں کرنے پر کالجوں کی منظوری منسوخ کرنے کا انتباہ

نظام آباد: ضلع انٹرمیڈیٹ تعلیمی افسر ٹی روی کمار نے خانگی اور کارپوریٹ جونیئر کالجوں کو سخت انتباہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر طلبہ کو فیس بقایاجات کے نام پر ٹرانسفر سرٹیفکیٹ (T C)، بونافائیڈ اور دیگر ضروری تعلیمی اسناد جاری نہ کرکے ہراساں کیا گیا تو انٹرمیڈیٹ بورڈ کمشنر کی ہدایات کے مطابق متعلقہ کالجوں کی منظوری منسوخ کرنے سمیت سخت کارروائی کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ رواں سال مارچ کے سالانہ اور مئی کے سپلیمنٹری امتحانات میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے درکار تمام اسناد فوری طور پر فراہم کرنا کالج انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ کسی بھی صورت میں طلبہ کو سرٹیفکیٹس کے اجرا میں رکاوٹیں پیدا کرنا انٹرمیڈیٹ بورڈ کے قواعد کی صریح

ڈی ایس پی عہدیداروں کے سینیاریٹی رولس کا جائزہ لینے ڈی جی پی کو ہائی کورٹ کی ہدایت

نئے رولس کے خلاف 64 عہدیدار عدالت سے رجوع، سروس رولس اور دستور کی خلاف ورزی کی شکایت

حیدرآباد۔ تلنگانہ پولیس کے 64 ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (DSP) رینک کے عہدیداروں نے پولیس کے نئے سینیاریٹی رولز کو تلنگانہ ہائی کورٹ میں چیالنج کیا۔ ہائی کورٹ نے درخواستوں کی سماعت کے بعد ڈائرکٹر جنرل پولیس سی وی آنند کو نئے سینیاریٹی رولز کا جائزہ لینے اور نظرثانی کی ہدایت دی۔ مقدمہ کی آئندہ سماعت 28 جولائی کو ہوگی۔ درخواست گذاروں نے حکومت کی جانب سے متعارف کردہ سینیاریٹی فارمولہ کو چیالنج کیا۔ درخواست گذاروں کا کہنا تھا کہ ان کی سینیاریٹی کا تعین حکومت کے جی او 123 کے بجائے 1996 کے تلنگانہ اسٹیٹ اینڈ سب آرڈینیٹ سروس رول کے قاعدہ 33 کے تحت ہونا چاہئے۔ حکومت کے احکامات کے مطابق 19 فروری 2024 کو جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق گروپ I امتحانات میں حاصل نشانات اور ٹریننگ میں حاصل ہونے والے نشانات کی بنیاد پر سینیاریٹی کا تعین کیا جائے گا۔ عہدیداروں کا کہنا ہے کہ حکومت کے نئے احکامات موجودہ سروس رولس کے برخلاف ہیں۔ عہدیداروں نے دو علیحدہ درخواستوں کے ذریعہ حکومت کے احکامات کو چیالنج کیا۔ پہلی درخواست ایم سریکانت اور دیگر 32 پروبیشنری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس جبکہ دوسری درخواست ارون کمار اور 31 دوسروں نے داخل کی۔ دونوں درخواستوں میں جی او نمبر 123 کو عدالت کے قطعی احکامات تک معطل کرنے کی درخواست کی گئی۔ درخواست گذاروں نے کہا کہ نئے سینیاریٹی رولس دستور ہند کے قواعد کی خلاف ورزی ہے۔ چیف جسٹس اپریش کمار سنگھ اور جسٹس جی ایم محی الدین نے درخواستوں کی سماعت کی۔ راست طور پر منتخب ڈی ایس پیز کی جانب سے سینئر ایڈوکیٹس ایل سری رام اور اویناش دیسائی نے عدالت کو بتایا کہ حکومت کے احکامات دستور کی دفعہ 14 اور 16 کے خلاف ہیں جس کے تحت قانون کی نظر میں تمام کو یکساں موقف دیا گیا ہے اور عوامی روزگار میں ہر ایک کے لئے مساوی سہولتیں ہیں۔ وکلاء نے کہا کہ نئے سینیاریٹی رولس کی اجرائی کا اطلاق ان عہدیداروں پر نہیں ہوسکتا جنہیں احکامات سے قبل تقرر کیا گیا۔ سماعت کے دوران عدالت نے سینیاریٹی کے مسئلہ پر تلنگانہ حکومت سے وضاحت طلب کی۔ سرکاری وکیل نے بتایا کہ راست طور پر تقرر کردہ ڈی ایس پی رتبہ کے عہدیداروں کی سینیاریٹی کا معاملہ جنرل ایڈمنسٹریٹیو ڈپارٹمنٹ سے رجوع کیا گیا ہے۔ حکومت سے احکامات حاصل کرتے ہوئے جواب داخل کرنے عدالت سے سرکاری وکیل نے مہلت طلب کی۔

بہار کی مٹی کا فخر: نجم الہدیٰ علم، دیانت اور خدمت کا روشن سفر

کچھ شخصیات اپنے عہدے سے نہیں بلکہ اپنے کردار سے پہچانی جاتی ہیں۔ ایسی ہی باوقار شخصیات میں ایک نام جناب آئی پی ایس نجم الہدیٰ کا ہے۔ بہار کی زرخیز سرزمین سے نکل کر ملک کی اعلیٰ ترین پولیس سروس تک پہنچنا محض ایک کامیابی نہیں، بلکہ محنت، علم، استقامت اور وطن سے وفاداری کی ایک درخشاں مثال ہے۔ دربھنگہ کی سادہ فضا سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی علمی و ادبی روایتوں اور پھر جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کی فکری بالیدگی تک کا سفر اس بات کا ثبوت ہے کہ تعلیم صرف ڈگری حاصل کرنے کا نام نہیں، بلکہ انسان کے کردار، بصیرت اور قومی ذمہ داری کو سنوارنے کا ذریعہ بھی ہے۔ نجم الہدیٰ صاحب نے اپنی عملی زندگی میں ثابت کیا کہ قانون کی بالادستی ہی ایک مضبوط اور پرامن معاشرے کی بنیاد ہے۔ انہوں نے ہمیشہ انصاف، دیانت اور فرض شناسی کو اپنی شناخت بنایا۔ مجرموں کے لیے ان کا نام خوف کی علامت رہا، جبکہ عام شہریوں کے لیے وہ اعتماد، تحفظ اور انصاف کی امید بنے۔ ان کی شخصیت کا ایک اور روشن پہلوان کا علمی ذوق ہے۔ تاریخ، فلسفہ اور ادب سے گہری وابستگی، متعدد زبانوں پر عبور اور مسلسل مطالعے کی عادت انہیں محض ایک پولیس افسر نہیں بلکہ ایک صاحبِ فکر اور صاحبِ علم انسان بھی بناتی ہے۔ ان کی نئی ذمہ داری پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت، حکمت، حوصلہ اور مزید کامیابیاں عطا فرمائے تاکہ وہ اسی جذب؟ خدمت کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کرتے رہیں۔ بہار کی مٹی نے ہمیشہ ایسے سپوت پیدا کیے ہیں جنہوں نے اپنے کردار اور خدمات سے ملک کا نام روشن کیا۔ نجم الہدیٰ صاحب انہی درخشاں شخصیات میں سے ایک ہیں، جن پر ہر ہندوستانی کو فخر ہے۔

عرفان جامعی والا
ڈائریکٹر، میڈیا گرافٹس ریسرچ سینٹر

دستاویزی پیچیدگیوں پر اہل ووٹرس کو بنیادی حقوق سے محروم نہ کیا جائے

بلدی، تعلیمی و دیگر سرکاری ریکارڈس کی بنیاد پر مستقل رہائشی سرٹیفکیٹ جاری کئے جائیں، صدر جمعیۃ العلماء کا خطاب

نلگنڈہ۔ ریاستی صدر جمعیۃ العلماء ہند مولانا شاہ سید احسان الدین رشادی قاسمی نے الیکشن کمیشن ا؟ف انڈیا اور ریاستی حکومتِ سے مطالبہ کیا ہے کہ جاری اسپیشل انٹینسیو ریویژن (SIR) کے عمل کے دوران ریاست کے تمام حقیقی اور اہل ووٹروں کے حقوق کے مکمل تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے فوری مو؟ثر اقدامات کیے جائیں۔ انہوں نے بالخصوص غریب اقلیتی پسماندہ طبقات درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل ST سے تعلق رکھنے والے شہریوں کو مستقل رہائشی سرٹیفکیٹ PRC جاری کرنے کا مطالبہ کیا تاکہ کوئی بھی مستحق شہری حتمی ووٹر فہرست سے خارج نہ ہو اور اسے غیرضروری سرکاری پیچیدگیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اپنے صحافتی بیان میں مولانا سید احسان الدین رشادی قاسمی نے کہا کہ حقِ رائے دہی ہر شہری کا ا؟ئینی اور جمہوری حق ہے لہٰذا ووٹر فہرست کی نظرثانی کے عمل میں کسی بھی اہل شہری کو محض دستاویزی پیچیدگیوں کی بنیاد پر بنیادی حق سے محروم نہیں کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ریاست کے دور دراز دیہی علاقوں پسماندہ بستیوں اور غریب خاندانوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد کے پاس مطلوبہ دستاویزات دستیاب نہیں ہوتیں جس کے باعث انہیں ووٹر فہرست میں اپنا نام برقرار رکھنے میں مشکلات پیش ا؟ سکتی ہیں۔ انہوں نے حکومتِ تلنگانہ کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہوئے کہا کہ حکومت کے پاس پہلے ہی سمگرا کٹمبا سروے سماجی معاشی اور ذات پر مبنی سروے فوڈ سیکیورٹی کارڈ بلدیاتی اداروں کی جانب سے جاری کردہ سرٹیفکٹ تعلیمی اداروں اور دیگر سرکاری محکموں کا مستند ریکارڈ موجود ہے۔ اگر انھیں سرکاری ریکارڈز کی بنیاد پر اہل شہریوں کو مستقل رہائشی یا فیملی رجسٹر سرٹیفکٹ جاری کیے جائیں تو ہزاروں خاندانوں کو فوری راحت مل سکتی ہے اور فہرست رائے دہندگان کی تیاری بھی زیادہ شفاف مو؟ثر اور قابلِ اعتماد انداز میں مکمل ہو سکے گی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ حکومت اس اہم عوامی مطالبہ پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے فوری اقدامات کرے گی تاکہ ریاست کے ہزاروں اہل ووٹر اپنے جمہوری حق سے محروم نہ ہوں اور نظرثانی فہرست رائے دہندگان SIR کے لیے مقررہ مدت میں مناسب توسیع کی جائے تاکہ تمام اہل ووٹرز کو ضروری دستاویزات جمع کرانے اور اپنے حقِ رائے دہی کے تحفظ کیلئے خاطر خواہ موقع فراہم کیا جاسکے۔

کسانوں کیلئے پانی کے مطالبہ پر خون بہانے کی بات افسوسناک: ہریش راؤ

حیدرآباد۔ بی آر ایس کے سینئر لیڈر اور سابق وزیر ہریش راؤ نے چیف منسٹر ریونت ریڈی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ کسانوں کے لئے پانی کی سربراہی کے بارے میں سوال کریں تو چیف منسٹر بی آر ایس قائدین کے خون کی بات کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شاہ آباد علاقہ میں 6 افراد کے قاتل اور ریونت ریڈی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے ہریش راؤ نے کہا کہ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے کل اپنے پریس کانفرنس میں چیف منسٹر کے طور پر نہیں بلکہ ایک ذہنی مریض کی طرح بات چیت کی ہے۔ کالیشورم اور دیگر پراجکٹس کے بارے میں چیف منسٹر نے گمراہ کن دعوے کئے ہیں بی آر ایس قائدین کے خلاف غیر پارلیمانی الفاظ کا استعمال کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ کسانوں کے لئے پانی کی سربراہی کا مطالبہ کرنے پر چیف منسٹر نے بی آر ایس قائدین کا خون بہانے کی بات کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کالیشورم پراجکٹ کے بارے میں چیف منسٹر گمراہ کن پروپگنڈہ کررہے ہیں۔ بی آر ایس کے ڈپٹی لیڈر نے کہا کہ جھوٹ کے بارے میں ریونت ریڈی سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ چیف منسٹر کے بیانات ذہنی طور پر متاثرہ شخص کی طرح دکھائی دے رہے ہیں۔ چیف منسٹر جس زبان کا استعمال کررہے ہیں وہ مہذب سماج کے لئے ہرگز قابل قبول نہیں۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ 31 ماہ کے دوران ریونت ریڈی نے جھوٹ اور غلط بیانی کے ذریعہ ہی عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چیف منسٹر کو اقتدار سے محرومی کا خوف لاحق ہوچکا ہے اور بوکھلاہٹ کا شکار ہوکر تشدد کی حوصلہ افزائی پر مبنی بیانات دے رہے ہیں۔ کالیشورم کے تحت کنے پلی ذخیرہ آب سے کسانوں کو پانی کی سربراہی کے لئے ریٹائرڈ انجینئرس نے حکومت سے سفارش کی لیکن چیف منسٹر ریٹائرڈ انجینئرس کو بھی سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہریش راؤ نے کہا کہ کالیشورم کے کسی بھی بیاریج کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن ریونت ریڈی پراجکٹ کے خلاف مسلسل بیان بازی کررہے ہیں۔ چیف منسٹر کے بیانات کو تشدد کی حوصلہ افزائی سے تعبیر کرتے ہوئے ہریش راؤ نے کہا کہ چیف منسٹر نے خود دعویٰ کیا تھا کہ ہٹلر ان کا آئیڈیل ہیں اور ان کی حکمرانی ہٹلر کی طرح جاری ہے۔ ہریش راؤ نے کہا کہ جس طرح عوام نے ہٹلر کو زوال سے دوچار کیا تھا اسی طرح تلنگانہ کے عوام ریونت ریڈی کو اقتدار سے بے دخل کریں گے۔ کالیشورم کے مسئلہ پر چیف منسٹر اور کانگریس قائدین نے ایک سے زائد مرتبہ کھلے مباحث کا چیالنج کیا لیکن مباحث سے عین وقت پر راہ فرار اختیار کی۔

شہریت کا پیچیدہ سوال اور حکومت کی خاموشی

ڈاکٹر سید تابش امام
رابطہ۔۔۔9934933992

کسی بھی جمہوری ریاست کی اصل طاقت اس کے دستور، مضبوط اداروں اور عوام کے اعتماد میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہی اعتماد شہری کو یہ یقین دلاتا ہے کہ اس کی جان، مال، عزت، آزادی اور دستورِ ہند کے عطا کردہ بنیادی حقوق ہر حال میں محفوظ ہیں۔ اس اعتماد کی بنیاد شہریت ہے۔ شہریت صرف کسی سرکاری دستاویز یا اندراج کا نام نہیں بلکہ ریاست اور شہری کے درمیان قائم ایک آئینی اور قانونی رشتہ ہے، جس پر فرد کی سیاسی، سماجی اور معاشی حیثیت استوار ہوتی ہے۔ ووٹ دینے کا حق، انتخابات میں حصہ لینے کی اہلیت، سرکاری ملازمت، ریاستی تحفظ، آزادیٔ اظہار اور دیگر بنیادی حقوق اسی رشتے سے وابستہ ہیں۔ یہ مسئلہ صرف قانونی نہیں بلکہ سماجی، نفسیاتی اور انتظامی اعتبار سے بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ شہری قانون کی پابندی کرتا ہے، ٹیکس ادا کرتا ہے، اپنے آئینی فرائض انجام دیتا ہے اور ریاستی اداروں پر اعتماد کرتا ہے، جبکہ ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے قوانین، پالیسیوں اور انتظامی فیصلوں کے ذریعے اس اعتماد کو مزید مضبوط بنائے۔ اگر خود سرکاری بیانات یا مختلف اداروں کے موقف سے بنیادی آئینی سوالات پر ابہام پیدا ہونے لگے تو اس کے اثرات صرف عدالتوں تک محدود نہیں رہتے بلکہ عوامی اعتماد، سماجی اطمینان اور ریاستی اداروں کی ساکھ بھی متاثر ہوتی ہے۔

ہندوستان جیسے وسیع اور متنوع ملک میں یہ مسئلہ مزید حساس ہو جاتا ہے۔ لاکھوں خاندان ایسے ہیں جن کے پاس کئی دہائیوں پرانے تمام سرکاری ریکارڈ محفوظ نہیں۔ قدرتی آفات، نقل مکانی، غربت، ناخواندگی اور انتظامی کمزوریاں بھی اس حقیقت کا حصہ رہی ہیں۔ ایسے حالات میں اگر شہریت جیسے بنیادی مسئلے پر غیر یقینی پیدا ہو تو اس کے نتائج صرف قانونی پیچیدگیوں تک محدود نہیں رہتے بلکہ معاشرتی بے چینی، انتظامی دشواریوں اور ریاستی اداروں پر عوام کے اعتماد میں کمی کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔ اسی لیے ایک واضح، شفاف، منصفانہ اور یکساں قانونی معیار نہ صرف آئینی تقاضا ہے بلکہ جمہوری استحکام کی بنیادی ضرورت بھی ہے۔ دنیا کی بیشتر جمہوری ریاستیں کوشش کرتی ہیں کہ شہریت سے متعلق قوانین حتی الامکان واضح اور غیر مبہم ہوں، تاکہ کسی شہری کو اپنی قانونی شناخت کے بارے میں بے یقینی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ جب خود شہریت ہی سوالیہ نشان بن جائے تو اس سے وابستہ تمام آئینی حقوق بھی غیر یقینی کی زد میں آ جاتے ہیں، اور یہی صورتِ حال کسی بھی جمہوری معاشرے کے لیے باعثِ تشویش ہوتی ہے۔

بدقسمتی سے گزشتہ چند برسوں میں ہندوستان میں شہریت کا مسئلہ ایک اہم آئینی، قانونی اور انتظامی بحث بن چکا ہے۔ حال ہی میں وزیرِ خارجہ کا یہ بیان کہ "پاسپورٹ شہریت کا ثبوت نہیں بلکہ صرف ایک سفری دستاویز ہے" نے اس بحث کو مزید نمایاں کر دیا۔ قانونی اعتبار سے یہ بات درست ہے، کیونکہ پاسپورٹ ایکٹ، 1967 کے مطابق پاسپورٹ بیرونِ ملک سفر کے لیے جاری کیا جانے والا سفری دستاویز ہے۔

تاہم یہاں ایک فطری سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر پاسپورٹ محض ایک سفری دستاویز ہے تو کیا وہ کسی غیر ملکی یا ایسے شخص کو بھی جاری کیا جا سکتا ہے جو ہندوستانی شہری نہ ہو؟ ظاہر ہے کہ پاسپورٹ جاری کرنے سے پہلے حکومت متعلقہ شخص کی شناخت، اس کے پس منظر اور قانون کے مقررہ تقاضوں کی جانچ کرتی ہے۔ اسی لیے عام آدمی کی نظر میں پاسپورٹ ہمیشہ ایک نہایت معتبر سرکاری دستاویز رہا ہے۔ چنانچہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ پاسپورٹ بھی شہریت کا قطعی ثبوت نہیں تو عام شہری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا فطری ہے کہ آخر وہ کون سا قانونی معیار یا مستند ثبوت ہے جس کی بنیاد پر ایک ہندوستانی اپنی شہریت بلاشبہ ثابت کر سکتا ہے؟

دستورِ ہند کے آرٹیکل 5 سے 11 تک ابتدائی شہریت کے اصول بیان کیے گئے ہیں، جبکہ بعد میں پارلیمنٹ نے شہریت ایکٹ، 1955 نافذ کیا، جس میں پیدائش، نسب، اندراج، قدرتی طریق حصولِ شہریت اور دیگر قانونی ذرائع کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ شہریت کا تعین کسی ایک کارڈ یا ایک دستاویز کی بنیاد پر نہیں بلکہ تمام متعلقہ حقائق، شواہد اور قانون کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود بنیادی سوال اپنی جگہ موجود ہے۔ اگر مختلف سرکاری دستاویزات کی قانونی حیثیت الگ الگ ہے تو پھر ایسا واضح، یکساں اور غیر مبہم معیار کیوں موجود نہیں جسے ہر شہری آسانی سے سمجھ سکے اور جسے تمام سرکاری ادارے یکساں طور پر تسلیم کریں؟ جمہوری نظام میں قانون کی وضاحت محض ایک قانونی تقاضا نہیں بلکہ عوامی اعتماد کی بنیاد بھی ہوتی ہے۔ ہر شہری کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کی آئینی حیثیت کیا ہے اور ضرورت پڑنے پر وہ اپنی شہریت کس بنیاد پر ثابت کر سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص برسوں تک ووٹ دیتا رہے، ٹیکس ادا کرے، پاسپورٹ حاصل کرے، سرکاری سہولتوں سے فائدہ اٹھاتا رہے اور ریاست ہر مرحلے پر اسے اپنا شہری تسلیم کرتی رہے، لیکن کسی وقت یہ سوال اٹھ جائے کہ ان تمام دستاویزات کے باوجود اس کی شہریت کا حتمی ثبوت کیا ہے، تو یقیناً ایسی صورتِ حال عوامی تشویش، قانونی ابہام اور انتظامی بے یقینی پیدا کرے گی۔ سپریم کورٹ بھی مختلف مقدمات میں واضح کر چکی ہے کہ ووٹر شناختی کارڈ یا ووٹر فہرست میں نام ہر قانونی تناظر میں شہریت کا ناقابلِ تردید ثبوت نہیں۔ اسی طرح آدھار قانون بھی صراحت کے ساتھ کہتا ہے کہ آدھار شناخت کا ذریعہ ہے، شہریت کی سند نہیں۔ ان قانونی اصولوں سے اختلاف کی گنجائش نہیں، لیکن سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ آخر وہ کون سا واضح معیار ہے جسے تمام سرکاری ادارے اور عدالتیں یکساں طور پر قبول کرتی ہیں؟

یہ بحث اس وقت مزید اہمیت اختیار کر جاتی ہے جب عدالتی فیصلے عوامی گفتگو کا حصہ بنتے ہیں۔ عدالتیں ہر مقدمے کا فیصلہ اس کے مخصوص حقائق، دستیاب شواہد اور متعلقہ قوانین کی بنیاد پر کرتی ہیں، اس لیے کسی ایک مقدمے کے فیصلے کو عمومی قانونی اصول قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن عام شہری کے ذہن میں یہ سوال بہرحال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سا معیار ہے جسے تمام عدالتیں اور سرکاری ادارے یکساں طور پر قابلِ قبول سمجھتے ہیں۔

یہاں پارلیمنٹ کی ذمہ داری بھی سامنے آتی ہے۔ اگر ایک عام شہری اپنی شہریت کے ثبوت کے بارے میں ابہام کا شکار ہے تو قانون ساز اداروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس معاملے میں واضح رہنمائی فراہم کریں۔ قانون سازی کا مقصد صرف نئے قوانین بنانا نہیں بلکہ ان قوانین میں موجود ابہام کو دور کرنا بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی قانون یا اس کی تشریح سے عوام کے ذہن میں مزید سوالات پیدا ہوں تو ان کا بروقت ازالہ کرنا بھی ایک جمہوری حکومت کی ذمہ داری ہے۔

اسی تناظر میں ایک اور بنیادی سوال سامنے آتا ہے۔ اگر کسی عام شہری سے اپنی شہریت ثابت کرنے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے تو عوام کو یہ جاننے کا بھی حق حاصل ہے کہ پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں و بلدیاتی اداروں کے انتخابات میں امیدواروں کی شہریت کی جانچ کن قانونی معیارات اور کس نوعیت کے شواہد کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اگر کوئی متعین اور قابلِ قبول معیار موجود ہے تو کیا وہی معیار ملک کے ہر شہری پر بھی یکساں طور پر نافذ ہوتا ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر اسے پوری شفافیت کے ساتھ عوام کے سامنے کیوں نہیں رکھا جاتا تاکہ اس مسئلے سے متعلق تمام خدشات اور ابہامات کا خاتمہ ہو سکے۔

یہ مسئلہ کسی ایک حکومت یا کسی ایک سیاسی جماعت تک محدود نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مختلف حکومتیں آئیں، متعدد قوانین بھی بنے، مگر شہریت جیسے بنیادی آئینی سوال پر آج بھی عام شہری کے ذہن میں مکمل اطمینان پیدا نہیں ہو سکا۔ جمہوری نظام میں خاموشی اکثر نئے سوالات کا سبب بنتی ہے، اس لیے اس حساس موضوع پر سنجیدہ، غیر جانب دار اور قانون پر مبنی قومی مکالمہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ریاست اور شہری کا تعلق اعتماد پر قائم ہوتا ہے، شبہے پر نہیں۔ جب ریاست خود کسی شخص کو پاسپورٹ جاری کرتی ہے اسے ووٹر کے طور پر رجسٹر کرتی ہے، اس سے ٹیکس وصول کرتی ہے اور مختلف سرکاری سہولتوں سے استفادہ کرنے کا حق دیتی ہے تو فطری طور پر اس کے اندر یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ ریاست نے اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اگر بعد میں اسی بنیادی اعتماد کے بارے میں سوالات اٹھنے لگیں تو ان کی وضاحت کرنا بھی ریاست کی آئینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔

شہریت کسی حکومت کی عطا کردہ رعایت نہیں بلکہ دستورِ ہند کے تحت ہر شہری کی قانونی شناخت اور آئینی حیثیت کی بنیاد ہے۔ ایسے بنیادی سوالات کو متضاد بیانات، غیر واضح تشریحات یا انتظامی ابہام کے حوالے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اگر حکومت کے پاس شہریت کے تعین کا کوئی جامع، شفاف اور یکساں قانونی معیار موجود ہے"... تو اسے پوری شفافیت کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے تاکہ غیر ضروری خدشات، قیاس آرائیوں اور بے یقینی کا خاتمہ ہو سکے۔

آج ضرورت اس بات کی نہیں کہ شہریت کے سوال کو سیاسی نعروں یا وقتی مباحث کی نذر کر دیا جائے، بلکہ اس بات کی ہے کہ حکومت، پارلیمنٹ، عدلیہ، قانونی ماہرین اور سول سوسائٹی مل کر ایسا واضح، منصفانہ اور قابلِ عمل قانونی معیار وضع کریں جس سے ہر شہری بلا خوف و تردد اپنی آئینی حیثیت کے بارے میں مطمئن ہو سکے۔ قانون کی حکمرانی اسی وقت مضبوط ہوتی ہے جب قانون صرف موجود نہ ہو بلکہ ہر شہری کے لیے یکساں، شفاف اور قابلِ فہم بھی ہو۔ شہریت کے معاملے میں قانونی وضاحت، شفافیت اور یکسانیت صرف ایک انتظامی ضرورت نہیں بلکہ ہر ہندوستانی شہری کا آئینی حق بھی ہے۔ ایک ذمہ دار اور بالغ نظر جمہوری ریاست کی پہچان یہی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو ان کی قانونی حیثیت کے بارے میں کسی شک یا ابہام میں مبتلا نہ رہنے دے۔ ریاست جب قانون کی یکساں تشریح، شفاف طریقہ کار اور قابلِ اعتماد نظام کے ساتھ آگے بڑھتی ہے تو شہریوں کا اعتماد مضبوط ہوتا ہے، جمہوریت مستحکم ہوتی ہے اور دستور کی بالادستی بھی حقیقی معنوں میں قائم رہتی ہے۔

اسلامی نظام کے خدوخال

ترتیب: عبدالعزیز
موبائل9831439068

جب سے ہم اسلامی زندگی کا آغاز کرنے اور اسلامی معاشرہ قائم کرنے کی دعوت دیتے ہیں اس وقت کچھ لوگ خوف ظاہر کرتے ہیں اور اندیشہ کرتے ہیں کہ اس رجحان سے کسی گروہ کی حق تلفی یا تعلقات میں خلل واقع نہ ہوجائے۔ ان لوگوں کا خوف اور اندیشہ بے بنیاد ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلامی زندگی کی حقیقت اور اسلامی معاشرے کے مزاج سے ناواقف ہیں۔ ہم جب اسلامی زندگی کا آغاز کرنے اور اسلامی معاشرہ قائم کرنے کی دعوت دیتے ہیں تو درحقیقت ہماری دعوت ایک مثالی معاشرے کی طرف ہوتی ہے۔ ہماری دعوت ایسے عدل اجتماعی کی طرف ہوتی ہے جو کسی بھی انسانی نظام میں پائے جانے والے عدل اجتماعی کے تصور سے زیادہ مکمل ہوتا ہے۔ ہماری دعوت امت کے تمام طبقات، گروہوں اور افراد کے درمیان ہم آہنگی کی طرف ہوتی ہے۔

آج دنیا فکری اور معاشرتی بحران کا شکار ہے۔ اس کے نظاموں اور حالات میں انتشار برپا ہے۔ نظام حکومت ہو یا نظام حیات، سب قلق واضطراب سے دوچار ہیں اور دنیا کے بہت سے ملکوں میں موجودہ حالات سے ناراض لوگوں کو ان سیاسی اور معاشرتی نظاموں کو تباہ و برباد کرنے کا سنہری موقع حاصل ہے۔ اس لئے کہ ان نظاموں کی بنیادیں ہل گئی ہیں اور وہ فنا کے قریب ہیں، یہاں تک کہ ان ملکوں میں بھی جو اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کے نظام مستحکم ہیں اور انھیں اتنی مادی قوت حاصل ہے کہ وہ ان نظاموں کا دفاع کر سکتے ہیں۔ لیکن نظاموں کا دفاع توپ، ٹینک، ایٹم بم، فوج اور پولس کے ذریعے نہیں ہوسکتا۔ وہ اس لئے زندہ رہتے ہیں کہ معاشرتی زندگی کی فطری ضرورت اور انسانی ضمیر کی شعوری ضرورت کی تکمیل کرتے ہیں لیکن جب یہ دونوں بنیادیں مفقود ہوں تو لوہے اور آگ کی طاقت کو کبھی دوام نہیں مل سکتا۔ یہ حقیقت زندگی کی تمام عبرتوں سے عیاں ہے اور پوری تاریخ میں کبھی جھٹلائی نہیں جاسکی ہے۔

اس لئے ہم جب اسلامی زندگی کے آغاز اور اسلامی معاشرے کے قیام کی طرف دعوت دیتے ہیں تو دراصل تباہ کن معاشرتی جھٹکوں سے بچنا اور اپنی زندگی کو سخت زمین میں گہری بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ عقیدہ اور فکر کی ایسی بنیادوں پر جو متزلزل نہ ہوسکیں۔ ساتھ ہی ہم اپنے لئے اور ان تمام لوگوں کیلئے جو ہمارا طریقہ اختیار کریں مثالی انسانی معاشرہ میں مثالی زندگی چاہتے ہیں۔ اسلام کا نظام معاشرت آج دنیا میں وہ واحد نظام ہے جو صحیح معنی میں ''بین الاقوامیت'' کی فکر پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ وہ واحد نظام ہے جو اجازت دیتا ہے کہ اس کے زیر سایہ تمام قومیتیں، تمام زبانیں اور تمام عقائد امن کے ساتھ رہ سکیں۔ وہ ان سب کے درمیان مطلق عدل قائم کرتا ہے۔ مارکسزم کا دعویٰ ہے کہ ایک عالمی نظام کا قیام اس کا نصب العین ہے، لیکن کیا کوئی عالمی نظام بغیر آزادی عقیدہ کے قائم ہوسکتا ہے؟ جبکہ ''آہنی پردے'' کے تمام ممالک میں مادیت کے علاوہ تمام عقائد ونظریات حرام ہیں جو لوگ اس عقیدہ کو نہیں مانتے ہیں انھیں سوویت یونین یا دیگر کمیونسٹ ممالک میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتے۔

ہم ایک ایسے نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں جس کے زیر سایہ تمام مذہبی عقائد آزادی اور مساوات کے ساتھ زندہ رہ سکتے ہیں، جس میں حکومت اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ تمام لوگوں کیلئے آزادی عقیدہ اور آزادی عبادت کا اثبات کریں جن میں غیر مسلموں کو اپنے پرسنل لا کے مطابق عمل کرنے کی اجازت ہو اور تمام شہریوں کو بغیر کسی فرق و امتیاز کے مساوی حقوق حاصل ہوں اور ان پر مساوی ذمہ داریاں بھی ہوں اور یہ تمام باتیں ضمیر میں پوشیدہ عقیدہ پر مبنی ہوں نہ کہ محض قوانین وضوابط پر جو صاف ستھرے نفاذ کیلئے کافی نہیں۔ ہم ایک ایسے نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں جس کے زیر سایہ دنیا کی تمام قومیتیں اور نسلیں آزادی اور مساوات کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہیں۔ اس کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں خواہ وہ کالے ہو یا گورے، سرخ ہوں یا زرد، کسی بھی نسل کے ہوں، بھی رنگ کے ہوں اور کوئی بھی زبان بولتے ہوں۔ اس لئے کہ سب انسانی رشتہ کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ انمیں کوئی نسلی امتیاز ہے نہ کسی کو دوسرے پر برتری حاصل ہے۔

ہم ایک ایسے نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں جس میں حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ کسی انسان، کسی طبقہ یا کسی جماعت کی نہیں۔ اس طرح حقیقی مساوات روبہ عمل آتی ہے۔ اس میں کسی حکمراں کو عام شہری سے بڑھ کر حقوق حاصل نہیں۔ اس میں کوئی شخصیت قانون سے بالاتر نہیں۔ اس میں عوام اور خواص یا وزراء اور غیر وزراء کیلئے الگ الگ عدالتیں نہیں ہوتیں۔ اس میں حکمران اعلیٰ عدالت میں ایک عام شہری کے برابر کھڑا ہوتا ہے۔ دونوں میں کوئی تمیز نہیں برتی جاتی۔ کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔ ہم ایک ایسے نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں جس میں عام شہریوں کو عام دولت میں مشترکہ حق حاصل ہے۔ اس لئے کہ اس میں ملکیت اصلاً جماعت کی ہے جو اللہ کی نائب ہے۔ انفرادی ملکیت عارضی ہے اور صرف منافع حاصل کرنے کی حد تک ہے، چنانچہ جب جماعت کو زائد مال کی ضرورت ہو تو افراد کی ضرورت سے زائد مال اس کا ہو جاتا ہے۔

ہم ایک ایسے نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں جو وسیع معانی میں اجتماعی باہمی کفالت پر مبنی ہے۔ اس میں جب تک دوسرے شخص کے پاس اس کی ضرورت سے زائد مال ہے کوئی شخص بھوکا پیاسا نہیں رہ سکتا۔ یہی نہیں بلکہ اس میں کفالت باہمی کا دائرہ اس سے وسیع ہے۔ اس میں جماعت ہر فرد کے بارے میں جواب دہ ہے کہ اسے کام کیلئے تیار کرے، اس کیلئے کام فراہم کرے اور کام کے دوران اس کی دیکھ بھال رکھے...... پھر جب وہ ضرورت مند ہو یا بے کار ہو یا کسی وجہ سے کام سے معذور ہو تو اس کی کفالت کرے۔ اس کفالت میں عقیدہ نسل یا گروہ کا کوئی امتیاز نہیں۔ ہم ایک ایسے انسانی نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں، جس کے بین الاقوامی تعلقات ان تمام لوگوں کے ساتھ صلح اور دوستی پر قائم ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ جنگ نہیں کرتے، زمین میں فتنہ وفساد نہیں برپا کرتے اور انسانوں پر ظلم نہیں کرتے۔ وہ صرف سرکش، فسادی اور ظالم لوگوں ہی کے خلاف جنگ برپا کرتا ہے۔

ہم اس نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں تو کسی فرد یا گروہ یا حکومت کو کیا خوف لاحق ہوتا ہے۔ اگر یہ نظام کسی خطہ زمین میں قائم ہو جائے؟ خصوصاً اس صورت میں جب وہ مستحکم اخلاقی بنیادوں اور گہرے احساسات پر مبنی ہو جو اس کے اصولوں کو طاقت وقوت کے ذریعے نہیں بلکہ اندرونی جذبے کے ذریعے نافذ کرتے ہیں۔ کسی خطہ زمین میں اس نظام کا قیام پوری انسانیت کیلئے انحطاط وزوال، ہلاکت اور تخریب سے محفوظ رہنے کی ضمانت ہے۔ اس لئے کہ تاریکیوں اور بگولوں کے درمیان اس کی حیثیت ایک مینارۂ نور کی ہے جس کے ذریعے انسانیت کو ہدایت مل سکتی ہے اور وہ امن وسلامتی کے ساحل سے ہم کنار ہوسکتی ہے۔ انسانیت آج ایک دوراہے پر کھڑی ہے۔ افکار میں اضطراب، رجحانات میں پراگندگی اور نظاموں میں انتشار برپا ہے۔ پھر اگر ایک ایسا اخلاقی نظام برپا ہوجائے جو عدل وانصاف، اطمینان وسکون اور آزادی ومساوات کا ضامن ہو تو انسانیت یا کسی گروہ کو اس سے کیا پریشانی لاحق ہے؟ آج انسانی معاشروں کیلئے عقیدہ ناگزیر ہے۔ مغربی معاشروں میں عقیدہ کا خلا انسانیت کو مادیت کے گڑھے کی طرف کشاں کشاں لئے جارہا ہے۔ یہ مغربی معاشرے اس حادثہ کو پیش آنے سے نہیں روک سکتے۔ اس لئے کہ وہ کسی عقیدہ کا مقابلہ کرنے کیلئے صرف ایک طاقت کا سہارا لیتے ہیں؛ البتہ ہم خود کو اس حادثے سے بچا سکتے ہیں۔ ہمیں وہ موقع حاصل ہے جس سے اہل مغرب محروم ہیں۔ ہم اپنے معاشرتی نظام کو ایک طاقت ور، ہمہ گیر اور مکمل عقیدہ پر قائم کر سکتے ہیں۔ اس لئے اہل مغرب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھانا نادانی ہوگی۔ اس لئے کہ انھیں ہر قسم کی مادی قوتیں حاصل ہیں جبکہ ہم اس سلسلے میں ان سے بہت پیچھے ہیں۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر کوئی گروہ یا کوئی حکومت اس نظام سے کیوں ڈرتی ہے جو ایک عقیدہ پر قائم ہے؟ وہ نظام جو تمام انسانوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے، سب کیلئے عدل و مساوات کی ضمانت دیتا ہے اور مادیت کے حملوں کو دفع دیتا ہے۔ اسلحوں کے ذریعے نہیں بلکہ اپنی پختگی، ذاتی قوت اور فکری اور معاشرتی ساخت میں برتری کے ذریعے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مشرق عربی اسلامی سے استعماری فوجوں کے چلے جانے کے بعد ایک خلا پیدا ہوجائے گا اور اندیشہ ظاہر کرتے ہیں کہ کہیں کمیونزم حملہ آور نہ ہوجائے۔ اگر ان کا یہ اندیشہ صحیح ہے تو کیوں نہیں ہمیں اجازت دیتے کہ ہم اس معاشرتی خلا کو ایک ایسے پاکیزہ اور مستحکم نظام کے ذریعہ پر کردیں جو ہمارے دلوں میں پیوست عقائد سے تعلق رکھتا ہے، عدل پرور اور آزادی پسند ہے اور جس کے زیر سایہ تمام انسان امن و سکون کے ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں؟ کیوں وہ اس نظام کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں جبکہ یہ نظام کمیونسٹ لہر کو روکنے میں کم از کم سو فوجی ٹولیوں اور دسیوں جنگی بیڑوں اور قلعوں کی جگہ لے سکتا ہے؟!

وہ اس نظام کے اس لئے مخالف ہیں کیونکہ جب وہ نافذ ہوگا تو استعمار کو بھی اسی طرح کھدیڑ دے گا جس طرح کمیونزم کو کھدیڑتا ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی استعمار کو اجازت نہ دے گا کہ کسی نام اور کسی پردے میں بھی اس ملک میں یا پورے عالم اسلامی میں کہیں پایا جائے۔ اسی لئے وہ اس عدل پرور اور کامل نظام کے مخالف سب بہرہ ور ہوتے ہیں۔ اگر ہم عقل اور شعور رکھتے ہیں تو ہمیں اب اس حقیقت کا ادراک ہوجانا چاہئے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم طوطوں اور بندروں کی طرح نقل کرنے سے احتراز کریں۔ (از: عدل اجتماعی)

اقلیتی تعلیمی اداروں میں اقرباء پروری: تعلیم کے مقدس مقصد سے انحراف

محمد مسلم کبیر، لاتور
8208435414

تعلیم کسی بھی قوم کی ترقی، شعور اور تہذیبی ارتقاء کا بنیادی ستون ہے۔ ہندوستان کے آئین نے مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی تہذیب، زبان اور تشخص کے تحفظ کے لیے اپنے تعلیمی ادارے قائم کریں اور ان کا انتظام و انصرام خود سنبھالیں۔ اس آئینی حق کا مقصد یہ تھا کہ اقلیتیں معیاری تعلیم کے ذریعے اپنی نئی نسل کو بااختیار بنائیں، تعلیمی پسماندگی دور کریں اور قومی دھارے میں باوقار مقام حاصل کریں۔ بدقسمتی سے آج ملک کے متعدد اقلیتی تعلیمی ادارے اپنے اصل مقاصد سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ جہاں ان اداروں کو علم و کردار کا مرکز ہونا چاہیے تھا، وہاں بعض جگہوں پر اقرباء پروری، شخصی مفادات، انتظامی بے ضابطگیاں اور معیارِ تعلیم کی گرتی ہوئی صورتِ حال نے سنگین سوالات کھڑے کردیے ہیں۔

اقلیتی تعلیمی اداروں کے قیام کا مقصد کسی مخصوص خاندان، گروہ یا چند افراد کے معاشی مفادات کا تحفظ ہرگز نہیں تھا بلکہ پوری اقلیتی برادری کے تعلیمی، سماجی اور معاشی استحکام کو یقینی بنانا تھا۔ ان اداروں کو حکومت کی جانب سے مختلف شکلوں میں مالی امداد، گرانٹس، اساتذہ کی تنخواہیں، طلبہ کے وظائف، بنیادی ڈھانچے کی تعمیر اور دیگر سہولیات فراہم کی جاتی ہیں تاکہ تعلیم کا معیار بلند ہو۔ افسوس کہ بعض اداروں میں یہ وسائل اپنے حقیقی مقصد کے بجائے محدود مفادات کی نذر ہو رہے ہیں۔

اقرباء پروری: صلاحیت پر رشتے داری کی ترجیح------

کئی اقلیتی تعلیمی اداروں میں تقرریوں کا معیار میرٹ نہیں بلکہ رشتہ داری بن چکا ہے۔ انتظامیہ کے قریبی رشتیدار، اولاد، عزیز، دوست یا وفادار افراد خواہ تدریسی صلاحیت سے محروم ہوں، اہم عہدوں پر فائز کردیے جاتے ہیں۔ نتیجتاً اہل، تجربہ کار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ امیدوار نظر انداز ہوجاتے ہیں جبکہ طلبہ معیاری تدریس سے محروم رہتے ہیں۔

تعلیم میں سب سے زیادہ نقصان اس وقت ہوتا ہے جب استاد خود مطلوبہ علمی قابلیت، تدریسی مہارت اور جدید تعلیمی رجحانات سے ناواقف ہو۔ ایسے ماحول میں ادارہ عمارت تو رہ جاتا ہے مگر تعلیمی روح ختم ہوجاتی ہے۔

کم اجرت پر عارضی اساتذہ--------

بعض اداروں میں اخراجات کم کرنے کے لیے مستقل اور تربیت یافتہ اساتذہ کے بجائے نہایت کم تنخواہوں پر عارضی یا کنٹریکٹ اساتذہ مقرر کیے جاتے ہیں۔ یہ اساتذہ معاشی عدم استحکام کا شکار رہتے ہیں، جس سے ان کی تدریسی کارکردگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ کم تنخواہ، ملازمت کا عدم تحفظ اور ہر وقت برطرفی کا خوف ایک معلم کی عزتِ نفس کو مجروح کرتا ہے۔ جب استاد خود ذہنی دباؤ میں ہو تو وہ طلبہ کی شخصیت سازی اور علمی تربیت کس طرح مؤثر انداز میں کرسکتا ہے؟

اساتذہ کی مالی اور ذہنی ہراسانی-------

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ بعض اداروں میں اساتذہ کو تنخواہوں کی ادائیگی میں تاخیر، غیر ضروری کٹوتیوں، اضافی کام کے بوجھ، انتظامیہ کے دباؤ اور ذہنی ہراسانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اختلافِ رائے رکھنے والے اساتذہ کو نشانہ بنایا جاتا ہے جبکہ خوشامد کرنے والوں کو مراعات دی جاتی ہیں۔ ایسا ماحول نہ صرف تدریسی معیار کو متاثر کرتا ہے بلکہ علمی آزادی، تحقیق اور مثبت سوچ کو بھی ختم کردیتا ہے۔

تعلیمی ماحول اور نظم وضبط-----

کسی بھی تعلیمی ادارے کی شناخت صرف نتائج سے نہیں بلکہ اس کے ماحول، نظم و ضبط، اخلاقی اقدار اور تعلیمی ثقافت سے ہوتی ہے۔ افسوس کہ بعض اقلیتی اداروں میں نہ مؤثر نگرانی ہوتی ہے، نہ وقت کی پابندی، نہ تدریسی منصوبہ بندی اور نہ ہی طلبہ کی ہمہ جہت شخصیت سازی پر توجہ دی جاتی ہے۔ اساتذہ کی غیر حاضری، کلاسوں کا بے قاعدہ انعقاد اور انتظامی بے توجہی طلبہ کے مستقبل کو متاثر کرتی ہے۔

صفائی اور بنیادی سہولیات----

تعلیم کے لیے صحت مند ماحول ناگزیر ہے، مگر کئی اداروں میں صفائی، پینے کے صاف پانی، بیت الخلاء، لائبریری، لیبارٹری، کھیل کے میدان اور دیگر بنیادی سہولیات کا فقدان پایا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں معیاری تعلیم کا تصور ادھورا رہ جاتا ہے۔

عصری تقاضوں سے ہم آہنگی کی ضرورت------

تعلیمی وسائل کا بحران----

اگرچہ کئی اداروں کو حکومتی امداد حاصل ہوتی ہے، لیکن مالی وسائل کی شفاف منصوبہ بندی نہ ہونے کے باعث اس کے ثمرات طلبہ تک پوری طرح نہیں پہنچ پاتے۔ جدید آلات، معیاری کتب، تربیتی پروگرام، تحقیق اور اختراعی سرگرمیوں پر خاطر خواہ سرمایہ کاری نہیں کی جاتی۔

احتساب کا فقدان------

بعض اقلیتی تعلیمی اداروں میں داخلی احتساب کا مؤثر نظام موجود نہیں ہوتا۔ انتظامی فیصلوں میں شفافیت کی کمی، مالی معاملات کی غیر واضح صورت حال اور والدین وسماج کی محدود شمولیت مسائل کو مزید پیچیدہ بنادیتی ہے۔ اداروں کے نظم ونسق میں جواب دہی کا مضبوط نظام وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اصلاح کی راہیں---------

ان مسائل کا حل ممکن ہے، بشرطیکہ سنجیدگی سے اصلاحات نافذ کی جائیں۔ ☆ تمام تقرریاں صرف میرٹ، قابلیت اور شفاف انتخابی عمل کے ذریعے ہوں۔ پروری اور ذاتی مفادات کا مکمل خاتمہ کیا جائے۔ ☆ اساتذہ کو مناسب تنخواہ، ملازمت کا تحفظ اور باوقار ماحول فراہم کیا جائے۔ ☆ جدید تعلیمی ٹیکنالوجی، تحقیق اور ہنرمندی پر سرمایہ کاری کی جائے۔ ☆ صفائی، بنیادی سہولیات اور نظم وضبط کو اولین ترجیح دی جائے۔ ☆ مالی معاملات میں مکمل شفافیت اور باقاعدہ آڈٹ کو یقینی بنایا جائے۔ ☆ والدین، ماہرینِ تعلیم اور سماجی نمائندوں کی نگرانی کو فروغ دیا جائے۔ ☆ اساتذہ کی مسلسل تربیت اور پیشہ ورانہ ترقی کے پروگرام منعقد کیے جائیں۔

اقلیتی تعلیمی ادارے پوری برادری کی امیدوں کا سرمایہ ہیں۔ اگر یہ ادارے اقرباء پروری، اقربا نوازی، غیر شفاف انتظام اور کمزور تعلیمی معیار کا شکار ہوجائیں تو سب سے بڑا نقصان خود اقلیتی معاشرے کو ہوتا ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ان اداروں کو شخصیات نہیں بلکہ اصولوں کے مطابق چلایا جائے، رشتوں کے بجائے صلاحیت کو ترجیح دی جائے، اور تعلیم کو حقیقی معنوں میں عبادت، خدمت اور قوم کی تعمیر کا ذریعہ بنایا جائے۔

تعلیم ایک امانت ہے۔ اس امانت میں خیانت نہ صرف آنے والی نسلوں کے مستقبل سے ناانصافی ہے بلکہ آئین کی اس روح سے بھی انحراف ہے جس نے اقلیتی تعلیمی اداروں کو خصوصی تحفظ اسی لیے دیا تھا کہ وہ علم، کردار، مساوات اور قومی ترقی کے مراکز بن سکیں، نہ کہ خاندانی مفادات کے قلعے۔

گاڑی عوام کی، مرضی سرکار کی

جمیل احمد ملنسار

کبھی حکومتیں عوام کو سہولتیں دیا کرتی تھیں، اب تجربات دیتی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے لیبارٹری میں چوہوں پر آزمائش ہوتی تھی، اب سڑکوں پر گاڑی چلانے والے شہریوں پر۔ ایتھانول ملا ہوا ایندھن (E20) بھی شاید اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اسے "سبز انقلاب"، "توانائی میں خود کفالت" اور "روشن مستقبل" جیسے خوش نما نعروں کے غلاف میں لپیٹ کر پیش کیا جارہا ہے، گویا اگر کسی نے سوال پوچھ لیا تو وہ ماحولیات کا دشمن، ترقی کا مخالف اور شاید قوم پرستی میں بھی کچھ کمزور ہے۔ حیرت اس بات پر نہیں کہ حکومت ایتھانول کی حمایت کررہی ہے، حیرت اس بات پر ہے کہ اسے اس طرح نافذ کیا جارہا ہے جیسے عوام کی گاڑیاں نہیں، حکومت کے محکموں کی فائلیں ہوں؛ آج حکم جاری ہوا اور کل سے سب کچھ از خود تبدیل ہوجائے گا۔ سوال یہ نہیں کہ ایتھانول اچھا ہے یا برا۔ @اقر یایہ ہے لاکہ کیا ہر گاڑی اس کے لیے تیار ہے؟ کیا لاکھوں پرانی موٹر سائیکلیں، کاریں اور تجارتی گاڑیاں اس تبدیلی کا بوجھ آسانی سے اٹھا سکیں گی؟ اگر انجینئر، آٹو ماہرین اور کمپنیوں کے اپنے تحفظات موجود ہیں تو کیا ان کی آواز بھی "ترقی مخالف" قرار دے دی جائے؟ اصل المیہ تو یہ ہے کہ عوام سے انتخاب کا حق بھی چھین لیا گیا۔ اگر کسی شہری کو E0 یا E10 ایندھن چاہیے تو وہ کہاں جائے؟ آخر یہ کون سا آزاد بازار ہے جہاں گاہک کو خریدنے کا اختیار ہی نہ رہے؟ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کسی ریستوران کے باہر لکھ دیا جائے: "آج صرف وہی کھانا ملے گا جو حکومت کو پسند ہے، آپ کی پسند بعد میں دیکھی جائے گی۔" سرکاری دعوے کہتے ہیں کہ یہ سب قوم کے مفاد میں ہے۔ مگر عوام پوچھتے ہیں کہ اگر مفاد ہی مفاد ہے تو پھر مائلیج میں کمی کی شکایات کیوں؟ گاڑیوں کی مطابقت پر اتنی بحث کیوں؟ صارفین کو مکمل معلومات دینے سے گریز کیوں؟ شفافیت اگر ساتھ ہو تو اعتماد پیدا ہوتا ہے، مگر جب سوالوں کے جواب اشتہارات سے دیے جائیں تو شکوک جنم لیتے ہیں۔ طنز کی انتہا یہ ہے کہ ہر نئی مشکل کو "قومی خدمت" کا نام دے دیا جاتا ہے۔ اعتماد سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر حکومت واقعی اپنے منصوبے پر یقین رکھتی ہے تو اسے خوف کس بات کا؟ E0، E10 اور E20 تینوں اختیارات عوام کے سامنے رکھے، مکمل سائنسی معلومات فراہم کرے اور فیصلہ صارف پر چھوڑ دے۔ آخر جمہوریت میں اعتماد پیدا کیا جاتا ہے، مسلط نہیں کیا جاتا۔ اب وقت آگیا ہے کہ عدالتِ عظمیٰ اس معاملے کا سنجیدگی سے نوٹس لے۔ اگر E20 واقعی بہتر ہے تو اسے دلیل سے قبول کروایا جائے، طاقت سے نہیں۔ ورنہ خدشہ یہی رہے گا کہ تاریخ اس منصوبے کو "سبز انقلاب" سے زیادہ "سبز رنگ میں لپٹا ہوا جبر" کے نام سے یاد رکھے گی۔

'یہ مردوں کی دنیا' کریتی سینن صنفی امتیاز پر بول پڑیں

کریتی سینن نے فلمی صنعت میں اپنے ایک دہائی سے زیادہ تجربے کی بنیاد پر یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ شعبہ مردوں کے حق میں زیادہ ہے، چاہے بات سکرین پر لکھے جانے والے کرداروں کی ہو یا سیٹ پر مرد و خواتین اداکاروں کے ساتھ روا رکھے جانے والے رویوں کی۔ تاہم وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ اب حالات میں بہتری آ رہی ہے، لیکن جب انہوں نے سنہ 2014 میں اپنے کیریئر کا آغاز کیا تو صورتِ حال خاصی مایوس کن تھی۔

ادا کارائیں زیادہ تر ایک ہی طرح کے رومانی کرداروں کے لیے مخصوص

اخبار انڈین ایکسپریس کے مطابق کریتی سینن نے کہا کہ 'میں نے جب کام شروع کیا تو خواتین کردار زیادہ واضح نہیں ہوتے تھے: وہ کیا کرتی ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ اس کے والدین کون ہیں؟ اس کا خاندان کیسا ہے؟ ان چیزوں پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ بعض اوقات وہ صرف رومانی کرداروں میں ہوتیں۔ اب یہ بدل رہا ہے۔'

'خواتین خود کے لیے مضبوط کردار منتخب کر رہی ہیں۔ فلمیں پہلے زیادہ مرد کرداروں کے گرد گھومتی تھیں، اور اب بھی زیادہ تر ویسی ہی ہیں، مگر بہتری آ رہی ہے۔'

انہوں نے مزید کہا کہ 'سیٹ پر مرد اور خواتین اداکاروں کے ساتھ برتاؤ میں بھی فرق آیا ہے۔ میں جب بالی وڈ میں نئی تھی تو میں نے خاص طور پر یہ چیز زیادہ دیکھی۔' یہ بات انہوں نے للی سنگھ سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔

ورسٹائل اداکارہ نے اعتراف کیا کہ جب کوئی خاتون اداکارہ زیادہ سوالات کرتی ہے تو اسے سیٹ پر مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کریتی سینن نے کہا کہ 'میں سیٹ پر ہدایت کار سے سوال پوچھنے کے لیے جانی جاتی ہوں۔ میں متجسس ہوں، اور ہمیشہ سے ایسی ہی رہی ہوں۔ میں نے اداکاری کی باقاعدہ تربیت حاصل نہیں کی، نہ ہی تھیٹر کیا ہے، چنانچہ میں خاموش رہنے کی بجائے سوال کرنا زیادہ بہتر سمجھتی ہوں۔'

انہوں نے مزید کہا کہ 'جب کوئی مرد سوال کرتا ہے تو اسے 'بہت زیادہ دلچسپی لینے والا' سمجھا جاتا ہے، لیکن جب میں کوئی بات تجویز کرتی ہوں تو اکثر کہا جاتا ہے کہ 'تم زیادہ سوچ رہی ہو۔' لیکن یہی بات اگر کوئی مرد کرے تو اسے سنجیدگی سے لیا جاتا ہے۔ ابتدا میں مَیں نے یہ فرق محسوس کیا۔'

سیٹ پر امتیازی سلوک

کریتی سینن نے یاد کیا کہ بعض فلموں میں انہیں کم ترجیح دی گئی، تاہم وہ اکثر اس قسم کے رویوں کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوتیں۔ انہوں نے کہا کہ 'اکثر چھوٹی چھوٹی چیزیں ہوتی ہیں، جیسے مرد اداکار کو دیا جانے والا کمرہ یا گاڑی اور خاتون اداکارہ کو دی جانے والی سہولتیں۔ مجھے گاڑی یا کمرے کی زیادہ پروا نہیں، لیکن مجھے کم تر محسوس نہ کرایا جائے۔'

انہوں نے مزید کہا کہ 'یقیناً جب بات سینئر اداکاروں کی ہو تو میں سمجھ سکتی ہوں، لیکن جب ایسا نہ ہو تو اس وقت بھی اسسٹنٹ ڈائریکٹرز اکثر اداکاراؤں کو پہلے سیٹ پر بلا لیتے ہیں۔ کیا مرد اداکار تیار ہے؟ اگر نہیں تو پھر مجھے کیوں بلایا جا رہا ہے؟ لگتا ہے لوگ خود بھی نہیں سمجھتے کہ وہ مرد اداکار کے وقت کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ بعض اوقات خواتین اداکاراؤں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔'

للی سنگھ نے بھی اپنا ایک واقعہ یاد کیا جب وہ ایک فلم کے سیٹ پر جونیئر آرٹسٹ تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک موقع پر جب سونم کپور کو واش روم جانا تھا تو انہیں بار بار کہا گیا کہ وہ انتظار کریں کیونکہ اکشے کمار کو آنا تھا۔ تقریباً 20 منٹ انتظار کے بعد سونم نے للی کی طرف دیکھ کر کہا کہ 'دیکھو، یہ مردوں کی دنیا ہے۔'

کریتی سینن نے کہا کہ 'وہ اب ضرورت کے مطابق فوراً واش روم چلی جاتی ہیں، جو اس بات کی علامت ہے کہ وقت کے ساتھ فلمی سیٹس پر کچھ تبدیلی آئی ہے اور خواتین اداکارائیں اب اپنے حق کے لیے آواز اٹھا رہی ہیں۔'

انہوں نے کہا کہ 'میں اگر اپنے لیے آواز نہ اٹھاؤں تو صنفی امتیاز مجھے کئی دنوں تک پریشان کرتا ہے۔ کئی بار مجھے کم اہم محسوس کرایا گیا، لیکن ایک وقت ایسا بھی آیا جب میں نے اپنے لیے کھڑا ہونا شروع کیا۔'

فلمی تشہیر میں نظر انداز کرنا

کریتی سینن نے یہ بھی بتایا کہ ایک فلم کی تشہیری مہم کے دوران مرد اداکار یہ طے کرتا تھا کہ وہ کہاں اور کس طرح شامل ہوں گی۔

انہوں نے کہا کہ 'یہ مجھے عجیب اور بے حد نامناسب محسوس ہوا۔ میں نے سوچا کہ اگر آپ کو تشہیر میں میری ضرورت نہیں تو آپ اکیلے ہی فلم کی تشہیر کریں، پھر میں پیچھے ہٹ گئی۔' تاہم انہوں نے اعتراف کیا کہ 'ایک بار ہدایت کار کی درخواست پر میں نے ایک تشہیری تقریب میں شرکت کی کیونکہ میں اصولوں کی پابند ہیں اور یہ ہدایت کار کی غلطی نہیں تھی لیکن میں نے زیادہ تر مواقع پر خود کو تشہیری تقریبات سے الگ ہی رکھا۔'

کریتی سینن نے اپنے کیریئر کا آغاز 2014 میں سوکمار کی تیلگو سائیکولوجیکل ایکشن تھرلر فلم 'ون: نینوکاڈین' سے کیا، جس میں وہ مہیش بابو کے مدمقابل نظر آئیں۔ انہوں نے اسی سال صابر خان کی ایکشن رومانوی فلم 'ہیروپنتی' کے ذریعے بالی وڈ میں قدم رکھا، جس میں ان کے مقابل اداکار ٹائیگر شروف تھے۔ اس کے بعد وہ کئی بڑی اور کامیاب فلموں میں دکھائی دیں، جن میں روہت شیٹی کی سنہ 2015 میں ریلیز ہونے والی ایکشن رومانی فلم 'دل والے' (ورون دھون کے ساتھ) اور دنیش وجن کی 2017 کی رومانی فینٹسی فلم 'رابطہ' (سشانت سنگھ راجپوت کے ساتھ) شامل ہیں۔

ان کی دیگر یادگار فلموں میں اشونی آئر تیواری کی سنہ 2017 کی رومانی کامیڈی 'بریلی کی برفی' (آیوشمان کھرانہ اور راجکمار راؤ کے ساتھ)، لکشمن اُتیکر کی سنہ 2019 کی رومانی کامیڈی فلم 'لکا چھپی' (کارتک آریان کے ساتھ)، فرہاد سامجی کی سنہ 2019 کی فینٹسی کامیڈی فلم 'ہاؤس فل 4' (اکشے کمار کے ساتھ)، آشوتوش گواریکر کی سنہ 2019 کی تاریخی وار ڈراما فلم 'پانی پت' (ارجن کپور کے ساتھ)، اور لکشمن اُتیکر کی 2021 کی ڈرامیڈی فلم 'ممی' شامل ہیں، جس کے لیے انہوں نے بہترین اداکارہ کا اپنا پہلا قومی ایوارڈ بھی حاصل کیا۔

۴۰ر قدرتی ہیرے، ۱۳۱ر کاریگر اور ۲۵۶ر گھنٹے

عامر خان کی 'ون اِن اے ملین' شادی کی انگوٹھی

سوشل ڈیسک

بالی وڈ اداکار عامر خان نے پانچ جولائی کو انتہائی سادگی کے ساتھ تیسری شادی کی جس میں اہل خانہ کے ساتھ دولہا دلہن کے مخصوص احباب شامل تھے۔

گذشتہ دنوں چند شادیاں ایسی ہوئی جو کروڑوں روپے کے ملبوسات، قیمتی ہیرے، شاہانہ تقریبات اور ستاروں سے سجی مہمانوں کی فہرست کی وجہ سے خبروں میں رہیں۔ لیکن 'مسٹر پرفیکشنسٹ' نے سادگی میں بھی شہ سرخیاں حاصل کی اور اپنے مختلف انداز کو برقرار بھی رکھا۔

دی ٹائمز آف انڈیا کی ایک رپورٹ کے مطابق گوری سپریٹ کے ساتھ سادہ اور نجی تقریب میں ہونے والی شادی کے چند روز بعد سب سے زیادہ جس چیز نے لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی، وہ ان کی اہلیہ کی شادی کی انگوٹھی تھی، جسے جیولری کی دنیا میں 'ون اِن اے ملین' لاکھوں میں ایک قرار دیا جا رہا ہے۔

ممبئی کے باندرہ میں عامر کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والی تقریب میں صرف اہلِ خانہ، بچوں اور چند قریبی دوستوں نے شرکت کی۔ نہ کوئی شاندار استقبالیہ ہوا، نہ ہی بالی وڈ کے بڑے ستاروں کی بھیڑ دکھائی دی۔ لیکن شادی کے بعد سامنے آنے والی ایک تصویر نے پورے سوشل میڈیا پر بحث چھیڑ دی، اور وہ تھی گوری کی انگلی میں جگمگاتی سرخ یاقوت والی انگوٹھی۔

یہ انگوٹھی ممبئی کے لگژری جیولری برانڈ کوین نے خصوصی طور پر تیار کی۔ اس کا مرکزی نگینہ مڈغاسکر سے حاصل کیا گیا اور اس کا قدرتی کیبوشون کٹ روبی ہے۔ زیورات و جواہرات کے ماہرین کے مطابق اس معیار، رنگ اور شفافیت کا قدرتی روبی یعنی یاقوت دنیا میں نہایت کم پایا جاتا ہے، اسی لیے اسے 'ون اِن اے ملین' روبی کہا گیا ہے۔

ہندوستان ٹائمز کے مطابق برانڈ کے شریک بانی امیت کمار کا کہنا ہے کہ صرف اس پتھر کی تلاش میں تین ماہ سے زیادہ وقت لگا کیونکہ اس درجے کا روبی (یاقوت) انتہائی نایاب ہے۔

اصل حیرت انگیز کہانی اس انگوٹھی کی تیاری سے جڑی ہے۔ برانڈ کے مطابق 131 ماہر کاریگروں نے مختلف مراحل میں اس کے ڈیزائن پر کام کیا اور پتھر کی تراش خراش، سیٹنگ، ہیرے جڑنے اور آخری فنشنگ سمیت تمام مراحل مکمل کرنے میں 256 گھنٹوں سے زیادہ وقت صرف ہوا۔

زیورات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اس نوعیت کی دستکاری آج کے دور میں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے کیونکہ زیادہ تر برانڈز مشینی طریقے سے تیار ہونے والی انگوٹھیاں فروخت کرتے ہیں، جبکہ یہ انگوٹھی مکمل طور پر ایک 'ہیرلوم پیس' یعنی نسل در نسل منتقل کیے جانے والے شاہکار کے طور پر تیار کی گئی ہے۔

اس انگوٹھی کا ڈیزائن بھی عام شادی کی انگوٹھیوں سے مختلف ہے۔ روبی کو ایک تاج نما سنہری ساخت میں نصب کیا گیا ہے جس کے اطراف تقریباً 40 قدرتی ہیروں کی نفیس جڑائی کی گئی ہے۔

دی انڈین ایکسپریس کی ایک رپورٹ کے مطابق باریک مل گرین نقش و نگار، ابھرے ہوئے ہمبے انداز اور شاہی طرز کی ساخت اسے روایتی مغربی ہیروں کی انگوٹھیوں سے الگ شناخت دیتے ہیں۔ جیولری ڈیزائنرز کا کہنا ہے کہ اس انگوٹھی میں مغل اور یورپی شاہی زیورات دونوں کے طرو اور انداز کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

اگرچہ برانڈ یا عامر خان نے اس انگوٹھی کی قیمت ظاہر نہیں کی لیکن انڈیا میں جواہرات کے ماہرین کا اندازہ ہے کہ نایاب مڈغاسکر روبی، قدرتی ہیروں اور سینکڑوں گھنٹوں کی دستکاری کو دیکھتے ہوئے اس کی مالیت کروڑوں روپے تک پہنچ سکتی ہے۔ تاہم اس بارے میں باضابطہ طور پر کوئی تصدیق موجود نہیں، اس لیے قیمت کے تمام اندازے غیر مصدقہ ہیں۔

دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ عامر خان اس سے قبل بھی گوری سپریٹ کو برازیل سے حاصل کردہ ایک نایاب ایکوامیرین پتھر کی انگوٹھی تحفے میں دے چکے تھے۔ اس لیے جوہریوں کا خیال ہے کہ عامر عام ہیرے کے بجائے ایسے قیمتی پتھروں کو ترجیح دیتے ہیں جن کی ایک منفرد شناخت اور جذباتی اہمیت ہو۔

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

سوشل میڈیا پر اس انگوٹھی کی تصاویر وائرل ہوتے ہی ہزاروں تبصرے سامنے آئے۔ انسٹاگرام اور ایکس پر متعدد صارفین نے عامر کی سادگی اور انگوٹھی کے منفرد انتخاب کو سراہا۔

ایک صارف نے لکھا کہ 'آخر کسی بالی وڈ شادی میں ہیرے کے بجائے روبی نے سب کی توجہ چرالی۔'

ایک اور صارف کا تبصرہ تھا کہ '131 کاریگروں کی محنت ایک انگوٹھی میں سمٹ آئی، یہی اصل لگژری ہے۔'

ایک مداح نے لکھا کہ 'عامر خان نے ثابت کیا کہ محبت کی قیمت نہیں ہوتی، لیکن اس کے اظہار میں محنت ضرور ہونی چاہیے۔'

دوسری جانب کچھ صارفین نے طنزیہ انداز بھی اپنایا۔ ریڈٹ پر ایک صارف نے لکھا کہ 'اتنا وقت تو شاید تیسری شادی ڈھونڈنے میں بھی نہیں لگا ہوگا۔' جبکہ ایک اور نے اسے عامر خان کی 'پرفیکشنسٹ' شخصیت کا تسلسل قرار دیا۔

فیشن اور جیولری کے ماہرین کا ماننا ہے کہ عامر خان کی اس انگوٹھی نے ایک نیا رجحان متعارف کرایا ہے۔ گذشتہ کئی برسوں سے بالی وڈ میں سفید ہیرے والی سادہ انگوٹھیاں فیشن کا حصہ تھیں، لیکن نایاب رنگین قیمتی پتھر، روایتی دستکاری اور شاہی طرز کے ڈیزائن اب دوبارہ مقبول ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شادی کے کئی دن بعد بھی لوگ تقریب سے زیادہ اس انگوٹھی کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ ایسے میں بس وہ پرانا قول یاد آتا ہے 'قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری'

کشمیر ہمارا ننیہال ہے! ہما قریشی

بالی ووڈ اداکارہ ہما قریشی اپنی نئی ایکشن تھرلر فلم "بیبی ڈو ڈائی ڈو" کی تشہیر کے لیے کشمیر آئی ہوئی ہیں۔ انہوں نے آئی نوکس (Inox) ملٹی پلیکس میں مداحوں سے ملاقات کی اور وادی کے لوگوں کی جانب سے فلم کو ملنے والی محبت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ ہما قریشی نے اپنے بھائی اور اداکار ثاقب سلیم کے اشتراک سے اس فلم کو پروڈیوس بھی کیا ہے۔ انہوں نے دورۂ کشمیر کے دوران کہا کہ فلم کو کشمیر میں حوصلہ افزا ردعمل ملا، اسی لیے وہ ذاتی طور پر یہاں آ کر لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔ انہوں نے کہا: "ہم صرف کشمیر کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں کیونکہ ہماری فلم یہاں چل رہی ہے اور ہمیں بہت محبت مل رہی ہے۔ ہم خود یہاں آ کر آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتے تھے۔"

ننیھال: ہما قریشی نے کشمیر کو اپنا ننیہال قرار دیتے ہوئے کہا کہ وادی کا ہر سفر محبت اور اپنائیت سے بھرپور ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا: "یہ ہمارا ننیہال ہے، میری والدہ یہیں سے ہے۔ جب بھی میں اور ثاقب یہاں آتے ہیں تو ہمیں بے حد محبت ملتی ہے۔ اسی لیے ہم اپنی پوری کاسٹ، ڈائریکٹر اور ٹیم کو بھی یہاں لائے تاکہ وہ بھی دیکھ سکیں کہ کشمیر کے لوگ ہمیں کتنی محبت دیتے ہیں۔"

اداکارہ نے اپنے گزشتہ دورے کو یاد کرتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ سال 'مہارانی' سیزن 4 کے کچھ مناظر کشمیر میں فلمائے گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ڈل جھیل کے وسط میں واقع چار چنار میں شوٹنگ کا تجربہ ہمیشہ یاد رہنے والا تھا۔ ان کے مطابق کشمیر فلم بندی کے لیے دنیا کی خوبصورت ترین جگہوں میں شامل ہے اور یہاں کا ہر سفر اداکاروں اور پوری ٹیم کو خوبصورت یادیں دے جاتا ہے۔

ہما قریشی نے کہا کہ وہ وادی میں فلم کی تشہیر اور شائقین فلم سے ملاقات کے لیے بے حد پرجوش ہیں۔ 3 جولائی کو ریلیز ہونے والی "بیبی ڈو ڈائی ڈو" ایک ہندی زبان کی ایکشن تھرلر فلم ہے، جس کی ہدایت کاری مچیکیت سمانت نے کی ہے۔ فلم کو سلیم سبلنگز اور پونے 04 پکچر نے پروڈیوس کیا ہے، جبکہ ہما قریشی، ثاقب سلیم اور مچیکیت سمانت بھی اس کے پروڈیوسرز میں شامل ہیں۔

فلم کا اسکرین پلے جسمیت کو رین، مچیکیت سمانت، گوروشرما اور پرویز شیخ نے تحریر کیا ہے۔ فلم میں ہما قریشی مرکزی کردار میں نظر آتی ہیں، جبکہ سکندر کھیر اور چنکی پانڈے بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ دیگر اداکاروں میں راچت سنگھ، سیما پہوا، مرودھر شیخاوت، ودیا مالواڈے اور ہمانشو ملک شامل ہیں۔ ثاقب سلیم بھی فلم کے ایک گانے میں بطور ڈانسر خصوصی کردار میں دکھائی دیتے ہیں۔

فلم 'ستلج' دلجیت دوسانجھ کی فلم ریلیز ہونے کے ۴۸ر گھنٹے بعد ہی ہٹا دی گئی

انڈیا میں اداکار دلجیت دوسانجھ کی فلم 'ستلج' کو 48 گھنٹوں کے اندر ہی او ٹی ٹی پلیٹ فارم زی فائیو سے ہٹانے کے بعد ایک نیا تنازع اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ انسانی حقوق کے کارکن جسونت سنگھ خالڑا کی زندگی پر مبنی دلجیت دوسانجھ کی فلم 'ستلج' 3 جولائی کو ریلیز ہوئی تھی، لیکن اسے 5 جولائی کو پلیٹ فارم سے ہٹا دیا گیا ہے۔ Zee5 نے ایکس ہینڈل پر ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ 'ستلج روک دی گئی لیکن اس سے شروع ہونے والی بحث جاری ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اسے جلد ہی آپ تک واپس لایا جائے گا۔' تاہم اس بیان میں یہ وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ فلم کو ہٹایا کیوں گیا ہے۔ یاد رہے کہ انسانی حقوق کے کارکن جسونت سنگھ خالڑا نے انڈین پنجاب میں ماورائے عدالت ہلاکتوں کے خلاف آواز اٹھائی تھی لیکن بعد میں وہ خود بھی اغوا ہوئے۔ فلم کے مرکزی اداکار دلجیت دوسانجھ نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر ردعمل دیتے ہوئے لکھا کہ اب اس فلم کو روکا نہیں جا سکتا اور 'خالڑا صاحب کی آواز کو کوئی نہیں دبا سکتا۔' اس فلم کا اصل نام پنجاب 95 تھا۔ مختلف وجوہات کی بنا پر اس کی ریلیز طویل عرصے سے رکی ہوئی تھی۔ 7 فروری 2025 کو اس فلم کو بین الاقوامی سطح پر ریلیز کیے جانے کا اعلان کیا گیا تھا اور اس کا ٹیزر بھی جاری کر دیا گیا تھا۔ تاہم بعد میں اس کی ریلیز ایک بار پھر ملتوی کر دی گئی۔

سال ۲۰۲۶ء میں دنیا بھر میں ریلیز ہونے والی اب تک کی بہترین فلمیں کون سی؟

'دی سیکرٹ ایجنٹ'

برازیل سے تعلق رکھنے والے ہدایت کار کلیبر مینڈونسا فیلہو کی سیاسی تھرلر 'دی سیکرٹ ایجنٹ' کو سال کی بہترین فلموں میں سرفہرست قرار دیا گیا ہے۔ سنہ 1970 کی دہائی میں برازیل کی فوجی آمریت کے پس منظر میں بننے والی اس فلم میں ویگنر مورا ایک ایسے ماہر تعلیم کا کردار ادا کر رہے ہیں جو ایک حکومتی وزیر پر بدعنوانی کا الزام لگانے کے بعد فرار ہو جاتا ہے جبکہ روبیریو ڈایوجینیز نے بدعنوان پولیس افسر کا کردار نبھا کر ناقدین کی بھرپور داد سمیٹی۔ فلم کو اپنی شاندار عکاسی، سنسنی خیز ماحول اور باریک بینی سے پیش کیے گئے سیاسی موضوع کی وجہ سے بے حد سراہا گیا۔

'ہیمنٹ'

ہدایت کار کلوئی ژاؤ کی فلم 'ہیمنٹ' ولیم شیکسپیئر کی اہلیہ ایگنس (این ہیتھوے) کی زندگی پر مبنی جذباتی ڈراما ہے۔ فلم میں جیسی بکلی نے مرکزی کردار ادا کیا، جسے ناقدین نے سال کی بہترین اداکاری قرار دیا، جبکہ پال میسکل نے ولیم شیکسپیئر کا کردار نبھایا ہے۔ کہانی شیکسپیئر کے 11 سالہ بیٹے ہیمنٹ کی موت کے بعد خاندان کی زندگی اور اس امکان کے گرد گھومتی ہے کہ یہی سانحہ مشہور ڈرامہ 'ہیملیٹ' لکھنے کی وجہ بنا۔

'28 ایئرز لیٹر: دی بون ٹیمپل'

ہدایت کارنیا ڈاکوسٹا کی بار فلم '28 ایئرز لیٹر: دی بون ٹیمپل' باکس آفس پر توقعات کے مطابق کامیاب نہ ہو سکی، تاہم ناقدین کے مطابق یہ فلم بعض پہلوؤں میں سنہ 2001 کی مشہور فلم '28 ڈیز لیٹر' سے بھی بہتر ہے۔ فلم میں جیک اوکونل نے ایک شیطانی فرقے کے پرتشدد رہنما کا کردار ادا کیا ہے، جبکہ رالف فائنز ایک ایسے سابق ڈاکٹر کے روپ میں نظر آتے ہیں جو وبا کے متاثرین کی یادگار قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

'نو ادر چوائس'

جنوبی کوریا کے معروف ہدایت کار پارک چان ووک کی فلم 'نو ادر چوائس' ڈونلڈ ویسٹ لیک کے ناول 'دی ایکس' پر مبنی ہے۔ فلم ایک ایسے ملازم کی کہانی بیان کرتی ہے جو ملازمت سے برطرف ہونے کے بعد نئی نوکری نہ ملنے پر انتہائی خطرناک اقدامات کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ناقدین نے فلم کی ہدایت کاری اور کہانی سنانے کے انداز کو غیر معمولی قرار دیا ہے۔

'بیک رومز'

ہدایت کار کین پارسنز کی پہلی فیچر فلم 'بیک رومز' انٹرنیٹ پر مقبول فرضی دنیا 'بیک رومز' سے متاثر ہو کر بنائی گئی ہے۔ فلم میں چیویٹل ایجیوفور ایک فرنیچر سٹور کے مینیجر کا کردار ادا کرتے ہیں، جو ایک پراسرار دنیا میں داخل ہو کر عجیب و غریب مقامات اور خوفناک مخلوقات کا سامنا کرتا ہے۔ ناقدین نے فلم کے خوف، سنسنی اور نفسیاتی گہرائی کو خوب سراہا ہے۔

'دی برائیڈ'

اداکارہ اور ہدایت کار میگی جیلنہال کی فلم 'دی برائیڈ' نے ناقدین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ کچھ نے اسے بے ربط قرار دیا جبکہ دیگر نے اس کی تخلیقی سوچ کو سراہا۔ کلاسیکل کہانی 'برائیڈ آف فرینکنسٹائن' کو دلہن کے نقطۂ نظر سے پیش کیا گیا ہے جبکہ جیسی بکلی کی اداکاری کو فلم کی سب سے بڑی طاقت قرار دیا گیا۔

'اوبسیشن'

ہدایت کار کری بارکر کی بار فلم 'اوبسیشن' ایک نوجوان کی کہانی ہے جو ایک جادوئی درخت کے ذریعے اپنی محبوبہ کی محبت حاصل کرنا چاہتا ہے مگر اس خواہش کے خوفناک نتائج سامنے آتے ہیں۔ صرف سات لاکھ 50 ہزار ڈالر کے بجٹ سے بننے والی اس فلم نے دنیا بھر میں 40 کروڑ ڈالر سے زائد کا کاروبار کیا اور مزاح، سنسنی اور خوف کے امتزاج کی وجہ سے سال کی بڑی کامیاب فلموں میں شامل ہو گئی۔

الفا متاثر نہ کر سکی، کمزور کہانی اور غیر ضروری ایکشن پر تنقید

عالیہ بھٹ کی نئی جاسوسی سنسنی خیز فلم الفا کو ریلیز کے بعد شائقین کی جانب سے ملا جلا ردعمل ملا ہے، تاہم ابتدائی عوامی آرا میں فلم کی کہانی، ہدایت کاری اور ضرورت سے زیادہ ایکشن پر شدید تنقید سامنے آئی ہے۔ متعدد ناظرین نے کہا ہے کہ فلم کی کہانی کمزور ہے اور یہ جاسوسی فلم ہونے کا تاثر پیدا کرنے میں ناکام رہی۔ کئی شائقین نے رائے دی کہ فلم کا زیادہ تر حصہ بے مقصد لڑائی کے مناظر پر مشتمل ہے، جس کی وجہ سے کہانی اپنی اہمیت کھو بیٹھتی ہے۔ ایک ناظر نے کہا فلم کا نام دیکھ کر بڑی توقعات کے ساتھ آیا تھا، لیکن کہانی بالکل متاثر نہیں کر سکی۔ تقریباً 90 فیصد فلم صرف لڑائی کے مناظر پر مشتمل ہے، جن کا کوئی خاص مقصد نظر نہیں آتا۔ ہدایت کاری اور موسیقی بھی مایوس کن ہے، اس لیے مجھے نہیں لگتا کہ فلم زیادہ کامیاب ہوگی۔ ایک اور شائق نے کہا یہ ایک جاسوسی فلم ضرور ہے، لیکن اسے دیکھتے ہوئے کہیں بھی ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ ہم کسی جاسوسی سلسلے کی فلم دیکھ رہے ہیں۔ اس سے بہت زیادہ توقعات نہ رکھیں۔ اگرچہ فلم کی کہانی پر تنقید کی گئی، تاہم عالیہ بھٹ کی ایکشن مناظر میں اداکاری اور بابی دیول کی منفی کردار میں اداکاری کو کافی سراہا گیا۔ بعض ناظرین نے دونوں فنکاروں کی اداکاری کو فلم کا سب سے مضبوط پہلو قرار دیا۔ شیو روائل کی ہدایت کاری میں بننے والی الفا کو یش راج فلمز نے پیش کیا ہے۔ یہ یش راج کی جاسوسی فلموں کی کڑی کی ساتویں فلم ہے۔

تین میونسپل کارپوریشنوں کے ڈیویژنس کی تعداد 400 کرنے کا فیصلہ

گریٹر حیدرآباد میں 200 سائبرآباد و ملکاجگری میں 100 ڈیویژن، حد بندی جلد شروع ہوگی

حیدرآباد۔ آؤٹر رنگ روڈ کے دائرہ میں بلدیات کو ضم کر کے تشکیل دی گئی تین نئی کارپوریشنس میں ڈیویژنس کی حد بندی (Delimitation) کے عمل نے زور پکڑ لیا ہے۔ حکومت نے گریٹر حیدرآباد میونسپل کارپوریشن سائبرآباد میونسپل کارپوریشن اور ملکاجگری میونسپل کارپوریشن میں ڈیویژنس کی نئی حد بندی اور ردو بدل کے بعد انتخابات کا حتمی فیصلہ کیا ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق حکومت کا منصوبہ ہے کہ اس سال نومبر تک بلدیاتی انتخابات کروائے جائیں جس کیلئے حکام نے تیاریاں شروع کردی ہیں۔ آبادی، ووٹرس کی تعداد و جغرافیائی رقبے کی بنیاد پر ڈیویژنس کو از سر نو منظّم کیا جارہا ہے۔ ابتدائی طور پر بلدیات کے انضمام کے بعد ڈیویژنس کی تعداد بڑھا کر 300 کی گئی تھی تاہم اب اس میں مزید 100 ڈیویژنس کا اضافہ کیا جارہا ہے۔ اس تبدیلی کے بعد تینوں کارپوریشنس میں جملہ 400 کارپوریٹرس کا انتخاب ہوگا۔ جی ایچ ایم سی میں فی الحال 150 ڈیویژنس ہیں جنہیں بڑھا کر 200 کردیا جائے گا۔ توقع ہے کہ پرانے شہر کے مقابلے بیرونی اسمبلی حلقوں میں زیادہ ڈیویژنس بنیں گے۔ اس اضافہ کے بعد میئر کے عہدہ پر قبضے کیلئے کسی بھی جماعت کو 200 میں سے 101 نشستوں پر کامیابی حاصل کرنی ہوگی۔ سائبرآباد میونسپل کارپوریشن آبادی کے لحاظ سے سب سے گنجان علاقہ ہے۔ موجودہ 76 ڈیویژنس میں مزید 24 کا اضافہ کیا جائے گا جس کے بعد یہاں جملہ ڈیویژنس کی تعداد 100 ہوجائیگی۔ ملکاجگری میونسپل کارپوریشن کے تحت موجودہ 74 ڈیویژنس میں 26 نئے ڈیویژنس کا اضافہ کر کے اس کی تعداد بھی 100 کردی جائیگی۔ چارمینار، ملک پیٹ، بہادر پورہ، یاقوت پورہ، کاروان، نامپلی، گوشہ محل، خیریت آباد، مشیرآباد، عنبرپیٹ اور سکندرآباد تمام اسمبلی حلقے مکمل طور پر جی ایچ ایم سی کے دائرہ کار میں ہون گے، جبکہ حلقہ راجندرنگر، جوبلی ہلز، مہیشورم اور ابراہیم پٹنم کے علاقے جزوی طور پر جی ایچ ایم سی کی حدود میں آئیں گے

گچی باولی و دیگر قریبی علاقوں میں مکانات کے کرائے میں زبردست اضافہ

حیدرآباد۔: حیدرآباد کے مغربی علاقوں میں رہائشی کرائے کی شرحیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ کوکاپیٹ، فینانشل ڈسٹرکٹ، نانک رام گوڑہ، گچی باولی، خواجہ گوڑہ، بتلاپور اور نلاگنڈلہ جیسے علاقوں میں پریمیم گیٹیڈ کمیونٹیز میں 2 بی ایچ کے اپارٹمنٹس کے کرائے 70 ہزار روپے سے ایک لاکھ روپے ماہانہ ہیں۔ جب کہ 2 بی ایچ کے فلیٹوں کے کرائے 50 ہزار روپے تک ہیں۔ رئیل اسٹیٹ کے ماہرین ان اضافے کا ذمہ دار مکان مالکان کو قرار دیتے ہیں جو زمین کی بڑھتی ہوئی قیمتوں، اپارٹمنٹس کی قیمتوں میں اضافے اور ہوم لون پر ماہانہ EMIs کی وجہ سے پیدا ہونے والے مالی بوجھ کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ راجا پشپا پرووِنشی میں 2330 مربع فٹ پر پھیلا ہوا۔ 3 بی ایچ کے فلیٹ 88 ہزار روپے ماہانہ کرایہ پر دیا جارہا ہے۔ رئیل اسٹیٹ مارکٹ میں بیورلی ہلز میں ایک مکمل فلیٹ کے 4 بی ایچ کے فلیٹ کا کرایہ ماہانہ 15 لاکھ روپے ہونے کی بات چل رہی ہے۔ فی الحال مغربی حیدرآباد میں پریمیم اپارٹمنٹس کی قیمت دو کروڑ سے 3 کروڑ کے درمیان ہے۔ رئیل اسٹیٹ کے ماہر راج شیکھر نے بتایا کہ جن مالکان نے قرض لے کر ایسے گھر خریدے ہیں انہیں 1.5 لاکھ سے 1.8 لاکھ تک ماہانہ ای ایم آئی ادائیگیوں کا سامنا ہے۔ ای ایم آئی کے اس بوجھ کو کم کرنے کے لیے مالکان کرایہ کی شرحوں میں نمایاں اضافہ کررہے ہیں۔ گیٹیڈ کمیونٹیز میں جدید سہولیات کی دستیابی بھی کرائے کے گھروں کی مانگ کو بڑھا رہی ہے۔ ماہرین نے نوٹ کیا کہ بہت سے لوگ کس اور جگہ کے معیاری اپارٹمنٹ کے لیے 35 تا 40 ہزار روپے ادا کرنے کے بجائے ایک گیٹیڈ کمیونٹی میں رہنے کے لیے اضافی 10 ہزار روپے ادا کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہائی ٹیک سٹی ،فینانشل ڈسٹرکٹ اور گچی باولی میں روزگار کے بڑھتے ہوئے مواقع کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی اسکولوں، کارپوریٹ دواخانے، شاپنگ مالس، فائیو اسٹار ہوٹلوں اور تفریحی مراکز کی قربت کی وجہ سے آئی ٹی پروفیشنلس، غیر مقیم ہندوستانیوں (این آر آئیز) اور اعلیٰ آمدنی والے خاندان ان علاقوں میں رہنے کی طرف مائل ہیں۔ پریمیم علاقوں میں رہائش کو اسٹیٹس سمبل کے طور پر دیکھنے کا بڑھتا ہوا رجحان کرائے کی شرحوں کو بھی متاثر کررہا ہے۔ آنے والے مہینوں میں اس خطے میں ہزاروں نئے اپارٹمنٹس دستیاب ہونے کی توقع ہے اور یہ اندازہ لگایا جارہا ہے کہ اس وقت کرایوں میں کچھ کمی ہوسکتی ہے۔

سرکاری ملازمین اور پنشنرس کیلئے 15 جولائی سے EHS ہیلت اسکیم پر عمل آوری

943 ہاسپٹلس کا نیٹ ورک اور 2594 بیماریوں کا علاج اسکیم میں شامل

حیدرآباد۔ تلنگانہ حکومت نے ریاست کے لاکھوں سرکاری ملازمین اور پنشنرس کے لئے کیش لیس طبی خدمات فراہم کرنے والی ایمپلائز ہیلت اسکیم (EHS) کو 15 جولائی سے باقاعدہ طور پر نافذ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ چیف سکریٹری سنجو جاجو کی صدارت میں ملازمین یونینوں کے قائدین اور اعلیٰ عہدیداروں کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں چیف منسٹر ریونت ریڈی کی جانب سے اعلان کردہ ایمپلائز ہیلت اسکیم پر مکمل عمل آوری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بہت جلد ایمپلائز کو نئے ہیلت کارڈس بھی تقسیم کئے جائیں گے۔ چیف سکریٹری نے واضح کیا کہ یہ نیا ہیلت کارڈ سسٹم ملازمین اور پنشنرس کو ہاسپٹلس میں بغیر کسی نقد رقم کے بہترین اور عالمی معیار کا علاج فراہم کرنے میں سنگ میل ثابت ہوگا۔ نئے ای ایچ ایس کارڈس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مکمل طور پر ڈیجیٹل ہوں گے۔ ملازمین اور پنشنرس انہیں کیو آر کوڈ کے ساتھ اپنے موبائل فونس پر آسانی سے ڈاؤن لوڈ کرسکیں گے۔ اس پورے سسٹم کو منظم کرنے کیلئے ملازمین کی تمام تفصیلات پر مبنی ایک مخصوص EHCT ایپ لانچ کیا جائے گا۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کارڈس کے تحت ہاسپٹلس میں علاج و معلجہ کے لئے سی جی ایچ ایس کی شرحیں لاگوں کی جائیں گی تاکہ علاج میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ آئے۔ نئی تفصیلات پر مبنی رہنمایانہ خطوط اندرون چار یوم جاری کردیئے جائیں گے۔ ریاست بھر کے 943 نامزد سرکاری اور کارپوریٹ ہاسپٹلس میں ان نئے ہیلت کارڈس پر مکمل طور پر کیش لیس (مفت) طبی خدمات دستیاب کرائی جائے گی۔ اس اسکیم کے دائرہ کار میں 2594 مختلف طبی طریقہ کار ٹریٹمنٹ اور سرجریز کا احاطہ کیا گیا ہے جس سے ملازمین کو چھوٹی سے لے کر بڑی سے بڑی بیماری کے علاج میں زبردست مالی راحت ملے گی۔ اس کے علاوہ نئے رہنمایانہ خطوط کو حتمی شکل دینے کیلئے 13 جولائی کو ایک اہم اجلاس طلب کیا گیا ہے۔ حکومت نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ تمام ضلعی مراکز میں سرکاری خرچ پر ایمپلائز ویلفیر سنٹرس قائم کئے جائیں گے۔

شادی مبارک اور کلیان لکشمی اسکیم میں بڑی تبدیلی کی تیاری

چیک سسٹم ختم کر کے براہ راست بینک کھاتوں (DBT) میں رقم جمع کرنے پر حکومت کا غور

حیدرآباد۔ ریاستی حکومت کی باوقار فلاحی اسکیمات شادی مبارک اور کلیانہ لکشمی کے تحت ملنے والی مالی امداد کے منتظر غریب خاندانوں کیلئے ایک اہم خبر سامنے آئی ہے۔ موجودہ پالیسی کے مطابق لڑکی کی جانب سے شادی کے بعد اس اسکیم کیلئے آن لائن درخواست دی جاتی ہے جس کے بعد ایم آر او اور آر ڈی او سطح پر تفصیلات کی جانچ کی جاتی ہے۔ مقامی ایم ایل اے کی حتمی منظوری کے بعد درخواست گزاروں کو چیک کی شکل میں امداد فراہم کی جاتی ہے۔ تاہم اب یہ تصدیقی عمل درخواست گزاروں کیلئے شدید پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔ اس عمل میں کافی تاخیر ہورہی ہے جس کی وجہ سے ہزاروں درخواستیں ایک سال سے زائد عرصہ سے زیر التواء ہیں، حکام کا کہنا ہیکہ روزمرہ کی انتظامی ذمہ داریوں، دیگر فلاحی اسکیمات، مردم شماری، ووٹر لسٹوں کی جامع نظر ثانی جیسے کاموں کے بھاری دباؤ کی وجہ سے وہ بروقت تصدیق نہیں کر پارہے ہیں۔ موجودہ نظام میں ایک بڑا مسئلہ یہ سامنے آیا ہیکہ جب تک تمام سرکاری مراحل اور عوامی نمائندوں کے ذریعہ چیک مستحقین کے حوالے کئے جاتے ہیں، تب تک کئی بار چیکس کی میعاد (Validity) ہی ختم ہوجاتی ہے۔ حال ہی میں ایک وزیر کے ہاتھوں تقسیم کئے گئے چیک کی میعاد ختم ہونے کا واقعہ بھی سامنے آیا ہے۔ اس سنگین صورتحال کو دیکھتے ہوئے حکومت اب چیک کے نظام کو مکمل طور پر ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کے بجائے امدادی رقم کو براہ راست فائدہ اٹھانے والوں کے بینک کھاتوں میں منتقل کرنے (TransferBenefitDirect) ''DBT'' کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ حکام کا کہنا ہیکہ بینک کھاتوں میں راست رقم منتقل کرنے سے چیکس کی پرنٹنگ، ٹرانسپورٹیشن اور آڈیٹنگ جیسے پیچیدہ مسائل خود بخود ختم ہوجائیں گے۔ درخواستوں کی جانچ اور منظوری کے عمل کو تیز اور شفاف بنانے کیلئے حکومت ایک مخصوص اور نیا پورٹل متعارف کرانے کی تجویز پر سنجیدگی سے غور کررہی ہے۔ حکومت کے اس ممکنہ فیصلے سے جہاں غریب خاندانوں کو بروقت امداد مل سکے گی وہیں دفتری چکروں اور چیک کی میعاد ختم ہونے جیسے مسائل سے بھی ہمیشہ کے لیے نجات ملنے کی امید ہے

ایتھنول آمیزش والے پٹرول کے استعمال سے مائیلج میں 5 فیصد کمی ہوگی

حیدرآباد۔): پٹرولیم کی مرکزی وزارت نے کہا کہ ایتھنول ملاوٹ والے E-20 پٹرول کے استعمال سے گاریوں کے مائیلج میں 5 فیصد کی کمی وہگی تاہم انہوں نے نوٹ کیا کہ مائیلج میں کمی کے باوجود اس کے اہم ماحولیاتی فوائد ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ اوکٹین کی درجہ بندی، بہتر پک اپ اور کاربن کے اخراج میں کمی جیسے فوائد کو اجاگر کیا۔ وزارت پٹرولیم نے ان دعوؤں کو مسترد کردیا کہ منصوبہ اچانک نافذ کیا گیا تھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ ایتھنول ملاوٹ والے پٹرول میں تبدیلی راتوں رات متعارف نہیں کرائی گئی تھی بلکہ 2001 میں ایک پائلٹ پراجکٹ کے ساتھ شروع ہونے والے مراحل میں متعارف کرائی گئی تھی۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ایتھنول ملاوٹ والے پٹرول کی قیمت روایتی پٹرول کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ تاہم اس نے نوٹ کیا کہ E-20 پٹرول گاڑیوں کی عمر کو بہتر بناتا ہے۔ ایتھنول ملاوٹ والے پٹرول کے حوالے سے تنقید کے درمیان وزارت پٹرولیم نے اس اقدام کے اہم پہلوؤں سے خطاب کرتے ہوئے ایک دستاویز جاری کی۔ اس نے ان دعوؤں کو مسترد کردیا کہ یہ پروگرام

ایمریٹس کے نائب صدر محمد سرہان نے چیف منسٹر ریونت ریڈی سے ملاقات کی

ریاست میں دو نئے ایرپورٹس کی تعمیرات اور اسپورٹس یونیورسٹی کی اسپانسرشپ پر تبادلہ خیال

حیدرآباد۔) تلنگانہ میں ہوائی خدمات کو عالمی معیار کے مطابق وسعت دینے اور سرمایہ کاری کو راغب کرنے کیلئے چیف منسٹر ریونت ریڈی نے ایک اہم پیشرفت کی ہے۔ حیدرآباد کے جوبلی ہلز میں دنیا کی مشہور و معروف ایرلائن کمپنی ایمریٹس (Emirates) کے نائب صدر محمد سرہان نے چیف منسٹر سے ایک خیر سگالی ملاقات کی۔ یہ ملاقات ایسے وقت میں ہوئی جب ایمریٹس ایرلائن اپنی شاندار سرویس کی 25 ویں سالگرہ منا رہی ہے۔ اس دوران چیف منسٹر ریونت ریڈی نے ایرلائن کو مبارکباد پیش کی اور حیدرآباد کیلئے دنیا کا سب سے بڑا مسافر بردار ڈبل ڈیکر طیارہ A380 لانے میں گہری دلچسپی ظاہر کی ہے تاکہ بین الاقوامی مسافروں کو بہترین سفری سہولیات حاصل ہوسکے۔ ملاقات کے دوران چیف منسٹر نے ریاست کے تعمیری منصوبوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ تلنگانہ میں بہت جلد دو نئے ایرپورٹس قائم ہونے جارہے ہیں جس کے پیش نظر چیف منسٹر ریونت ریڈی نے ایمریٹس کے نائب صدر سے اپیل کی کہ وہ تلنگانہ کیلئے اپنی پروازوں کی تعداد اور خدمات میں ابھی سے اضافہ کرنا شروع کردیں کیونکہ ان نئے ایرپورٹس کے فعال ہونے کے بعد ریاست میں مزید طیاروں اور عالمی رابطوں کی ضرورت ہوگی۔ انہوں نے یقین دلایا کہ حکومت تلنگانہ ایمریٹس کو ریاست میں آپریشنس بڑھانے کیلئے تمام ضروری انفراسٹرکچر اور سہولیات ترجیجی بنیادوں پر فراہم کرے گی۔ صرف ایوی ایشن ہی نہیں بلکہ ریاست میں کھیلوں کے فروغ کیلئے بھی چیف منسٹر نے اس ملاقات کا بہترین استعمال کیا۔ انہوں نے ایمریٹس کے نائب صدر سے حیدرآباد کی باوقار گچی باؤلی اسپورٹس یونیورسٹی کی بین الاقوامی سطح پر اسپانسرشپ سنبھالنے کیلئے خصوصی طور پر کہا چونکہ ایمریٹس دنیا بھر میں بڑے کھیلوں کے ایونٹس اور کلبس کو اسپانسر کرنے کیلئے جانی جاتی ہے۔ ایمریٹس کے نائب صدر محمد سرہان نے چیف منسٹر کی اس تجویز پر انتہائی مثبت ردعمل ظاہر کیا اور اسپورٹس یونیورسٹی کے پراجکٹ میں تعاون کا یقین دلایا۔

حیدرآباد کا جوڑا سوئٹزرلینڈ میں لاپتہ: پولیس چٹ فنڈ فراڈ کی تحقیقات کررہی ہے۔

حیدرآباد: پولیس نے چٹ فنڈ فراڈ کے ممکنہ زاویے کی جانچ شروع کردی ہے جب چیرلاپلی کے ایک جوڑے نے اپنی بیٹی کو یہ بتاتے ہوئے لاپتہ کردیا کہ وہ سوئٹزرلینڈ جارہے ہیں، مقامی رپورٹس کے مطابق۔ اس جوڑے کی شناخت پی چندر شیکر، 51، ایک تاجر، اور اس کی بیوی، پی سوپنا کے طور پر ہوئی، ان کی بڑی بیٹی نے 9 جولائی کو مبینہ طور پر 22 جون کو سوئٹزرلینڈ روانگی کے بعد لاپتہ ہونے کی اطلاع دی۔ بیٹی کے مطابق جب وہ کام پر تھی تو اسے اپنے والدین کا فون آیا جس میں بتایا گیا کہ وہ چھٹیاں گزارنے سوئٹزرلینڈ جا رہے ہیں۔ جب وہ گھر پہنچی تو دونوں نکل چکے تھے۔ جوڑے نے ابتدائی طور پر تمام کالوں اور ٹیکسٹس کو منقطع کرنے سے پہلے اپنی دو بیٹیوں سے رابطہ برقرار رکھا۔ اس کے بعد چیرلاپلی پولیس اسٹیشن میں گمشدگی کی شکایت درج کروائی گئی۔ رپورٹس کے مطابق بیٹیوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے والدین نے ان کے سفر کے بارے میں بہت کم تفصیلات شیئر کیں اور وہ نہیں جانتی کہ یہ جوڑا سوئٹزرلینڈ میں کہاں رہنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دوسری جانب پولیس کا کہنا ہے کہ ایسے کوئی شواہد نہیں ملے جس سے یہ ثابت ہو کہ جوڑے نے ملک چھوڑا بھی۔ الزامات سامنے آئے ہیں کہ چندر شیکر 50 کروڑ روپے کا چٹ فنڈ چلا رہے تھے اور انہوں نے ادائیگی کی مشکلات کا سامنا کرنے سے پہلے سرمایہ کاروں کو زیادہ منافع دینے کا وعدہ کیا تھا۔ پولیس نے کہا ہے کہ جوڑے کے خلاف مالی فراڈ کی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔ تاہم چندر شیکر کے کاروباری معاملات کو الزامات کی بنیاد پر دیکھا جارہا ہے۔

ملک میں 2029ء میں ''ایک ملک ایک الیکشن'' کی تیاری

مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کا گوا کا دورہ، مختلف تنظیموں سے ملاقات میں اشارے

حیدرآباد۔ ملک میں آئندہ انتخابات 'ایک ملک ایک انتخابات' ہوں گے! ملک بھر میں یکساں انتخابات سے متعلق بل کا جائزہ لے رہی مشترکہ پارلیمانی کمیٹی نے اس بات کے اشارے دیئے ہیں کہ 2029 میں عام انتخابات کے ساتھ ہی تمام ریاستوں کے انتخابات منعقد ہوسکتے ہیں۔ گوا کا دورہ کررہی مشترکہ پارلیمانی کمیٹی میں شامل اراکین پارلیمان و ذمہ داروں نے مختلف تنظیموں اور اداروں کے سربراہان و غیر سرکاری تنظیموں کے ذمہ داروں سے ملاقات کے دوران دیئے گئے اشاروں میں یہ بات کہی۔ بتایا جاتا ہے کہ ملک میں یکساں انتخابات کے ذریعہ ہندوستان کی 7 لاکھ کروڑ کی معیشت کو محفوظ کیا جاسکتا ہے جو کہ مرحلہ وار اور مختلف تواریخ میں ہونے والے انتخابات کے سبب خرچ ہوتے ہیں۔ صدرنشین مشترکہ پارلیمانی کمیٹی مسٹر پی پی چودھری نے دعویٰ کیا کہ مرکزی حکومت نے جو منصوبہ تیار کیا ہے اس پر عمل ا?وری کے لئے اب تک جن لوگوں سے ملاقاتیں کی گئی ہیں ان میں 99 فیصد تنظیموں اور اداروں کے ذمہ داروں نے تائید کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ملک میں یکساں انتخابات کے سلسلہ میں پارلیمنٹ میں پیش کئے گئے 129 ترمیمی بل پر سیول سوسائیٹی، تعلیمی اداروں، غیر سرکاری تنظیموں کے علاوہ مختلف سیاسی جماعتوں کے قائدین کی رائے کے ساتھ ریاستی حکومتوں کی ا?راء حاصل کی جارہی ہے اور اب تک جتنے لوگوں سے ملاقات کی گئی ہے ان میں 99 فیصد ملاقات کرنے والوں نے 'یکساں انتخابات' کی تائید کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کمیٹی نے گوا میں چیف منسٹر کے علاوہ ان کے کابینی رفقاء سے ملاقات کرتے ہوئے مسئلہ پر ان کی رائے حاصل کرنے کے علاوہ اس دستوری ترمیم کو تمام کے لئے قابل قبول بنانے کے سلسلہ میں اقدامات سے متعلق مشاورت کی گئی۔ کمیٹی کے ذمہ داروں کا کہنا ہے کہ مشترکہ پارلیمانی کمیٹی ONOE کے معاملہ میں محض یکساں انتخابات کو یقینی بنانے کے حق میں نہیں ہے بلکہ اس عمل کو تمام سیاسی جماعتوں اور متفکر شہریوں کے لئے قابل قبول بنانے کے سلسلہ میں بھی مشاورت کرتے ہوئے انہیں حاصل ہونے والی تجاویز حکومت کو پیش کی جائیں گی۔ بتایا جاتا ہے کہ مشترکہ پارلیمانی کمیٹی نے تاحال جن ریاستوں کا دورہ کرتے ہوئے سرکردہ افراد' غیر سرکاری تنظیموں کے ذمہ داروں' ارباب حکومت سے ملاقات کی ہے ان میں گجرات' کرناٹک' مہاراشٹرا' ہماچل پردیش' اترکھنڈ' پنجاب' ہریانہ کے علاوہ دہلی شامل ہیں اور ا?ئندہ چند ماہ کے دوران ریاست کی دیگر ریاستوں کا مشترکہ پارلیمانی کمیٹی دورہ کرتے ہوئے رائے حاصل کرے گی۔ انہوں نے بتایا کہ سابق صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند کی نگرانی میں تشکیل دی گئی کمیٹی کی سفارشات اور اس کے اہم نکات کی بنیاد پر تیار کی گئی 129 ویں دستوری ترمیم کے سلسلہ میں کئے جانے والے اقدامات کو جلد مکمل کرتے ہوئے جامع رپورٹ تیار کی جائے گی اور حکومت کو پیش کرتے ہوئے اس فیصلہ کے متعلق عوامی رائے سے واقف کروایا جائے گا۔

رنگاریڈی میں پاکسو ملزم نے 6 افراد کا قتل کردیا

مہلوکین میں ملزم کی بیوی اور دو بچے بھی شامل ، انتقامی کارروائی

حیدرآباد۔ ضلع رنگاریڈی میں ایک پاکسو ملزم نے 6 افراد کا قتل کردیا۔ ریاست بھر میں سنسنی کا سبب بننے والی اس واردات میں ملزم نے اپنی بیوی اور دو کمسن بچوں کو بھی ہلاک کردیا۔ پاکسو مقدمہ کے تحت اس واردات کو انتقامی کارروائی قرار دیا جارہا ہے۔ تاہم ملزم ابھی بھی پولیس کی پہنچ سے باہر ہے۔ خوف و دہشت کا سبب بنی یہ واردات شادنگر منڈل میں پیش آئی۔ پولیس ذرائع کے مطابق قاتل سمجھے جارہے راج کمار کی دو دن قبل ہی ضمانت پر رہائی عمل میں آئی تھی۔ ایک 17 سالہ لڑکی کی والدہ کی شکایت پر راج کمار کے خلاف پاکسو مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ ان سارے معاملات میں پولیس کی لاپرواہی کو موردالزام ٹھہرایا جارہا ہے۔ پولیس کی مجرمانہ غفلت اور متاثرہ کے ساتھ لاپرواہی 6 افراد کے قتل کا سبب بن گئی۔ مقامی افراد کی براہی اور الزامات کے پیش نظر سب انسپکٹر پولیس کو کمشنر فیوچر سٹی نے معطل کردیا ہے۔ بتایا جاتا ہیکہ راج کمار کل رات شادنگر پہنچا اور اس 17 سالہ لڑکی کو اس کے مکان سے اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کررہا تھا۔ لڑکی والدہ اور دادی کے ہمراہ رہتی تھی۔ ان کے مکان میں کوئی مرد افراد نہیں تھے۔ بچی کو ساتھ لیجانے کی کوشش میں لڑکی کی والدہ لکشمی اور اس کی دادی روکمان نے مداخلت کی۔ راج کمار نے دونوں کو چھرا گھونپ کر قتل کردیا اور پھر لڑکی کو تالاب کے قریب لے گیا اور اس کا گلا کاٹ دیا جس کے بعد وہ اپنے گھر پہنچا اور بیوی سریتا 33 سالہ اور دو بچے پریکشت چار سال اور دو دیکشت دو سال کا بھی گلا کاٹ کر قتل کردیا جس کے بعد راج کمار نے اس کے والد ارون کمار کو فون پر قتل کی اطلاع دی اور بتایا کہ اس نے اپنی بیوی بچوں کے علاوہ لڑکی اس کی والدہ اور دادی کا بھی قتل کردیا اور خودکشی کرنے والا ہے۔ والد سے بات کرنے کے بعد راج کمار نے اپنا فون بند کردیا اور لاپتہ ہوگیا۔ پولیس کی خصوصی ٹیمیں راج کمار کو تلاش کررہی ہیں اور خودکشی کی اطلاع پر ہر ممکنہ مقام پر اس کی تلاش جاری ہے اور اہم مقامات پر نظر بڑھادی گئی ہے۔ راج کمار نے سال 2018ء میں سریتا سے لومیاریج کی تھی جس کے بعد یہ 17 سالہ لڑکی اس کو پسند آگئی۔ راج کمار کی مسلسل ہراسانیوں اور اذیت سے تنگ اس کی والدہ نے بچی کا کالج بھی بند کروادیا تھا لیکن امتحانات کے وقت کالج پہنچنے والی لڑکی کے دست درازی پر مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ صحیح پولیس رپورٹ نہ ہونے کے سبب راج کمار دو ماہ میں ضمانت پر جیل سے باہر آگیا اور ضمانت پر رہائی کے بعد اس نے قتل کی وارداتوں کو انجام دیا۔ ان واقعہ میں پولیس کی مبینہ لاپرواہی پر سخت تنقید کی جارہی ہے۔ پولیس کی جانب سے مسلسل ہراسانی کے باوجود متاثرہ شکایت گزار فیملی کو تحفظ فراہم نہیں کیا گیا۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے

تلنگانہ میں عنقریب 20 ہزار جائیدادوں پر تقررات: سرینواس ریڈی

حیدرآباد۔ وزیر مال پی سرینواس ریڈی نے کہا کہ تلنگانہ حکومت جلد 20,000 سرکاری جائیدادوں پر تقررات کرے گی۔ پہلے مرحلہ میں 71,000 جائیدادوں پر تقررات کئے گئے۔ کھمم میں رعیتو آشیرواد سبھا سے خطاب میں سرینواس ریڈی نے کہا کہ کانگریس حکومت انتخابی وعدوں کی تکمیل کر رہی ہے۔ غریبوں کی بھلائی اور بیروزگاروں کو روزگار کی فراہمی حکومت کی اولین ترجیحات ہے۔ انہوں نے کہا کہ 30 ماہ میں 70,000 جائیدادوں پر تقررات کئے گئے جبکہ عنقریب مزید 20 ہزار جائیدادوں پر تقررات کا اعلامیہ جاری کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ کسانوں کی اراضیات کا مکمل سروے کر کے اراضی حقوق دیئے جائیں گے۔

دونوں شہروں میں شراب کی دکانات کی تعداد میں اضافہ باعث تشویش

نوجوانوں کو شراب کا عادی بنانے میں اہم رول، کتہ گوڑم موضع کا طریقہ کار اپنانا ضروری

حیدرآباد۔ دونوں شہروں حیدرآباد و سکندرا?باد میں شراب کی دکانات کی بڑھتی ہوئی تعداد نوجوانوں کو نشہ کا عادی بنانے میں کلیدی کردار ادا کررہی ہے اور اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے شہریوں کو بھی ضلع کتہ گوڑم کے اشواپورم میں موجود گرام پنچایت چتریالہ کے طرز پر اقدامات کرنے پڑیں گے۔ تلنگانہ میں ایک ایسا بھی موضع ہے جہاں گاو?ں والوں نے نوجوانوں کے مستقبل کو شراب کی نذر ہوتے ہوئے تاریک بننے سے روکنے کے لئے اہم فیصلہ کرتے ہوئے شراب کی عام فروخت کو روکتے ہوئے پورے گاو?ں میں محض ایک دکان کی اجازت دی ہے تاکہ شراب کی عام فروخت پر قابو پانے کے علاوہ اسے محدود کیا جاسکے۔ شہر کے کئی علاقوں بالخصوص مسلم علاقوں میں شراب کی دکانات میں ہونے والے بے تحاشہ اضافہ کے نتیجہ میں عوام میں تشویش کی لہر پائی جانے لگی ہے اور کئی مقامات پر شراب کی دکانات سے متصل پرمٹ روم میں شراب نوشی کی اجازت نے راہگیروں کو انتہائی مشکل صورتحال کا سامنا کرنا پڑ رہا لیکن اس کے باوجود مقامی پولیس اہلکار اس معاملہ سے نمٹنے میں خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ تلنگانہ میں مجموعی طور پر 2620 شراب کی منظورہ دکانات ہیں اور دونوں شہروں حیدرا?باد وسکندرا?باد میں 215 شراب کی دکانات ہیں جہاں شراب فروخت کی جاتی ہے لیکن شہر کے کئی علاقوں میں رات دیر گئے غیر مجاز شراب کی فروخت اور جگہ جگہ اجازت دیئے جانے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے مسائل میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ضلع کتہ گوڑم میں موجود گاو?ں کے مکینوں نے پنچایت کے ذریعہ جو اقدام کیا ہے اس کے نتیجہ میں اب پوری گرام پنچایت میں محض ایک مقام پر ہی شراب دستیاب ہوتی اور فروخت کی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں گرام پنچایت کی خواتین اور لڑکیوں کو نشہ کے عادی نوجوانوں کی چھیڑ چھاڑ سے نجات حاصل ہونے کے علاوہ نوجوانوں کو نشہ سے دور رکھنے میں بڑی کامیابی حاصل ہونے لگی ہے اس کے برعکس شہر حیدرا?باد میں کئی مقامات پر رات کے اوقات میں شراب کی فروخت اور جابجا دکانات کی موجودگی نوجوانوں کو نشہ کا عادی بنانے کے علاوہ ان کے مستقبل کو تاریک بنانے کا باعث بن رہی ہیں اس معاملہ میں اگر محلّہ واری سطح پر اقدامات کا ا?غاز کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں شہر حیدرا?باد میں کھولی جانے والی شراب کی دکانات پر قابو پایا جاسکتا ہے

Editor Printer, Publisher & Owner by MOHD ATHER RAHEEM Published from FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly 19-4-276/5/A
Flat No 502.5th Floor Lakeview Residency,Baquar Nagar,BNK Colony,Miralam Tank Hyderabad 500 064. Printed at RIYAZ PRINTING PRESS
#22-8-161 Behind Nayaab Hotel Chatta Bazar,Hyderabad-500002 Telangana.Head Office Contact No.04045375318,www.falaknumanews.in